

اسلام کا اخلاقی اور معاشرتی نظام

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

اسلام کا نظامِ حیات ایک مکمل اکائی ہے جو خالق کی بندگی سے شروع ہو کر حقوق العبادِ پر مکمل ہوتا ہے۔

زندگی کا دریا اور طوفان



معمولی اور پرامن حالات میں انسانی زندگی کا دریا بظاہر پرسکون بہتا ہے۔ تہذیب، شائستگی اور اخلاق کا ایک صاف شفاف پردہ اس کی سطح پر موجود ہوتا ہے۔ جو اس کی تہہ میں بیٹھی ہوئی گندگیوں اور غلاظتوں کو چھپائے رکھتا ہے۔ تاہم، جب عالمی بحران اور جنگوں کا طوفان برپا ہوتا ہے، تو یہ پردہ چاک ہو جاتا ہے۔ یہ طوفان اس چھپی چھپی ہوئی اخلاقی گندگی کو ابھار کر سطح پر لے آتا ہے، جس سے جدید تہذیب کا اصل چہرہ بے نقاب ہو جاتا ہے۔ اس بحران کا تقاضا ہے کہ ہم اس بگاڑ کے اصل سرچشمے کو تلاش کریں اور اس کی بنیادوں کو پاک کریں۔

اخلاقی بگاڑ اچانک پیدا نہیں ہوتا، بلکہ بحرانی حالات اسے بے نقاب کر دیتے ہیں۔

انفرادی اور قومی جرائم کی منافقت



انفرادی سطح پر

- جدید معاشرہ کسی بھی فرد کو چوری، دھوکہ دہی، ناانصافی یا قتل کا مرتکب ہونے پر شدید سزا دیتا ہے۔
- ایسے انفرادی مجرم کو سوسائٹی میں انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اسے قانون کا مجرم اور معاشرے کا ناسور سمجھا جاتا ہے۔
- فرد کے لیے اخلاقی اصول نہایت سخت اور ناقابلِ مصالحت ہوتے ہیں۔



قومی سطح پر

- جب یہی جرائم پوری قوم یا ریاست کی سطح پر کیے جائیں۔ -جیسے کمزور ممالک کا استحصال، بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزی، اور جھوٹا پروپیگنڈا۔ تو انہیں فخر سمجھا پنا جاتا ہے۔
- ایسے اجتماعی جرائم کا ارتکاب کرنے والے لیڈروں کو عظیم سفارتکار، محبِ وطن اور ہیرو کا درجہ دیا جاتا ہے۔
- جو کام انفرادی طور پر سنگین جرم ہے، وہی قومی مفاد کے نام پر اعلیٰ سفارتکاری بن جاتا ہے۔

جدید تہذیب نے جو کام فرد کے لیے جرم قرار دیا، وہی قوم کے لیے فخر بنا دیا۔

اخلاقی تصورات کا سرچشمہ





دنیا کے اخلاقی تصورات کی بنیادیں

عقیدہ خدا اور حیات بعد الموت

وہ اخلاقی نظام جو مکمل طور پر خدا کی ہستی پر غیر متزلزل یقین اور مرنے کے بعد کی زندگی (آخرت) میں جوابدہی کے تصور پر استوار ہیں۔

لادینی اور دنیاوی بنیادیں

وہ اخلاقی نظام جو خدا کے تصور سے مکمل طور پر کٹے ہوئے ہیں اور جن کی بنیاد محض دنیاوی، مادی، یا سحتو تصور سے ہے سیکولر فلسفوں پر رکھی گئی ہے۔

موجودہ اخلاقی بحران کا حقیقی علاج دریافت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان دونوں راستوں کے عملی اور منطقی نتائج کا غیر جانبداری سے تجزیہ کریں۔

دنیا کے تمام اخلاقی نظام یا تو خدا پرستی پر قائم ہیں یا مادہ پرستی پر۔

مسخ شدہ مذہبی تصورات کا انجام

شرک کا عقیدہ

- خدا کی صفات اور اختیارات میں دوسروں کو شریک ٹھہرانا اخلاقی احساس کو مکمل طور پر مفلوج کر دیتا ہے۔
- اس تصور کے تحت انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ دنیا میں ہر قسم کے جرائم اور گناہ کر کے اپنے دیوتاؤں کو نذر و نیاز چڑھاوے دے کر نجات پا لے گا۔
- یہ عقیدہ عملی زندگی میں اخلاقی پابندیوں اور خدا کے خوف کو بے معنی بنا دیتا ہے۔

مذہب کی محدودیت

- مذہب کو محض چند مخصوص رسومات، عبادات اور انفرادی روحانیت تک محدود کر دینا ایک بہت بڑی گمراہی ہے۔
- اس نظریے نے انسان کو یہ آزادی دے دی ہے کہ وہ سیاست، معیشت، اور معاشرتی معاملات میں خدا کے قانون سے آزاد ہو کر من مانی کرے۔
- ایک ایسا محدود مذہب معاشرے کو اخلاقی زوال اور ظلم سے بچانے میں مکمل طور پر ناکام رہتا ہے۔

عقیدے کی خرابی اور مذہب کو محض رسوم تک محدود کرنا عملی اخلاقیات کو تباہ کر دیتا ہے۔

لادینی اخلاقیات کا ناکام تجربہ

تاریخی لادینی تحریکیں

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں خدا اور آخرت کے بغیر ایک خالص انسانی اخلاقیات تعمیر کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ اس مقصد کے لیے 'امریکن ایتھیکل یونین' (American Ethical Union) اور انگلستان میں 'یونین آف ایتھیکل سوسائٹیز' (Union of Ethical Societies) قائم کی گئیں۔

لادینی نظام کا بنیادی نظریہ

لادینی نظام کا بنیادی نظریہ

ان تحریکوں کا دعویٰ تھا کہ اخلاق کا مقصد صرف انسانی فلاح ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ انسانوں کو باہمی محبت اور خدمت کے لیے کسی مذہبی عقیدے، خدا کے وجود، یا آخرت کی جوابدہی کی قطعی کوئی حاجت نہیں ہے۔

عملی ناکامی کا انجام

یہ عظیم الشان تجربہ بُری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ روحانی جڑوں سے کٹا ہوا کوئی بھی اخلاقی نظام محض ظاہری تہذیب تو پیدا کر سکتا ہے، لیکن وہ انسانی سیرت کو مضبوطی اور استقامت فراہم نہیں کر سکتا۔

خدا اور آخرت کے بغیر محض انسانی بنیادوں پر اخلاقی نظام قائم کرنے کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے۔

سوال 1: لادینی نظام میں اخلاق کا مقصد کیا ہے؟

فرض برائے فرض

- کانٹ کے "قطعی واجب الاطاعت فرض" (Categorical Imperative) کے تحت یہ سکھایا گیا کہ فرض کو صرف فرض کی خاطر ادا کرو۔ لیکن یہ تضادو کہ آخر یہ قانون کس نے بنایا ہے اور انسان پر اس کی غیر مشروط اطاعت کیوں لازم ہے؟

لاینحل سوال: مقصدِ حیات

خوشی کا فلسفہ

- اگر اخلاق کا مقصد خوشی کا حصول ہے، تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیسی خوشی؟ کیا یہ فرد کی جسمانی لذت ہے، یا کسی مخصوص گروہ کی خوشی، یا خورڑدوت کی خوشی، یا تمام انسانیت کی بھلائی؟ اس کا کوئی ایک متعین معیار لادینی نظام کے پاس موجود نہیں ہے۔

متصادم مقاصد

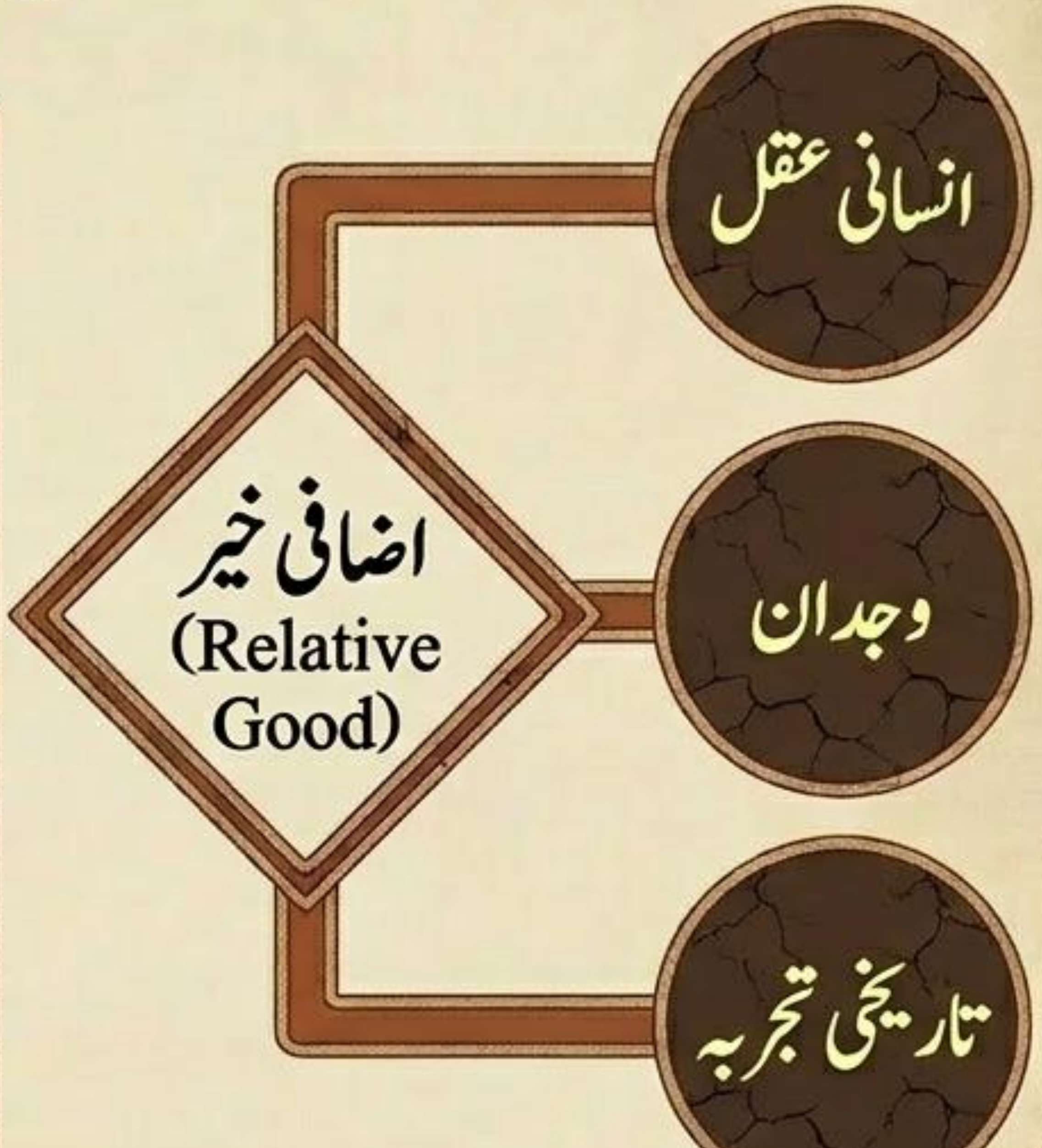
جب مقصدِ حیات اضافی اور تغیر پذیر ہو جاتا ہے، تو مختلف افراد اور قوموں کے مفادات آپس میں ٹکراتے ہیں ایک کا مقصد دوسرے کی تباہی بن جاتا ہے، جس سے عالمی اخلاقیات کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

متعین اور حتمی مقصد کے بغیر کوئی بھی اخلاقی نظام اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا۔

سوال 2: لادینی نظام میں علم کا ماخذ کیا ہے؟

لادینی نظام میں نیکی اور بدی کا علم حاصل کرنے کے لیے صرف انسانی عقل، وجدان یا محدود تاریخی تجربے پر انحصار کیا جاتا ہے۔

- انسانی عقل اور تجربہ انتہائی محدود، موضوعی، اور ذاتی یا قومی تعصبات کا شکار ہوتے ہیں۔
- ان ذرائع سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ 'اضافی خیر' کہلاتا ہے؛ یعنی جو چیز ایک دور یا معاشرے میں نیکی سمجھی جاتی ہے، وہی چیز دوسرے دور میں برائی بن جاتی ہے۔
- ان انسانی ماخذوں کے پاس کوئی ایسا عالمگیر اور غیر متغیر پیمانہ نہیں جو پوری انسانیت کے لیے مطلق سچائی کا تعین کر سکے۔



انسانی عقل اور تجربہ محدود ہیں، جو مطلق اور عالمگیر سچائی کا تعین نہیں کر سکتے۔

سوال 3: لادینی نظام میں نفاذ کی طاقت کیا ہے؟

ریاستی قانون

دنیاوی قانون صرف انسان کے ظاہری اعمال پر گرفت کر سکتا ہے۔ انسان تنہائی میں یا قانون کی آنکھ سے بچ کر ہر جرم کر سکتا ہے۔ مزید یہ کہ جب قانون بنانے والے خود بدعنوان ہو جائیں، تو یہ طاقت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

معاشرتی دباؤ (سوسائٹی)

معاشرے کا خوف انسان کو برائی سے روکنے کے لیے ناکافی ہے۔ جب پوری سوسائٹی ہی اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو جائے اور برے کاموں کو رواج دے دے، تو یہی معاشرتی دباؤ انسان کو برائی پر مجبور کرنے لگتا ہے۔

انسانی ضمیر

بغیر کسی اعلیٰ عقیدے کے انسان کا اپنا ضمیر بہت جلد مفاہمت کر لیتا ہے۔ مسلسل گناہ کرنے، ذاتی مفاد کی خاطر، یا طاقت کے نشے میں انسان اپنے ضمیر کی آواز کو دبا کر اسے مکمل طور پر مردہ کر دیتا ہے۔

دنیاوی قوانین اور معاشرتی دباؤ تنہائی اور طاقت کے نشے میں انسان کو گناہ سے نہیں روک سکتے۔

اسلام کا بنیادی تصور: امانت اور خلافت

خدا کی حاکمیت

انسان

امین (Trustee)

اسلام کا نقطہ آغاز یہ ہے کہ انسان اپنے جسم، صلاحیتوں، اور اس دنیا کے وسائل کا حقیقی مالک نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کی ملکیت ہے، اور انسان کو یہ تمام اشیاء ایک مقدس "امانت" کے طور پر عطا کی گئی ہیں۔ انسان اس امانت میں خیانت کا مجاز نہیں ہے۔

نائب (Deputy)

انسان اس زمین پر اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے۔ ایک نائب کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے لیے خود ساختہ قوانین بنائے، بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی کو اصل مالک (خدا) کی مرضی اور قوانین کے عین مطابق گزارے۔

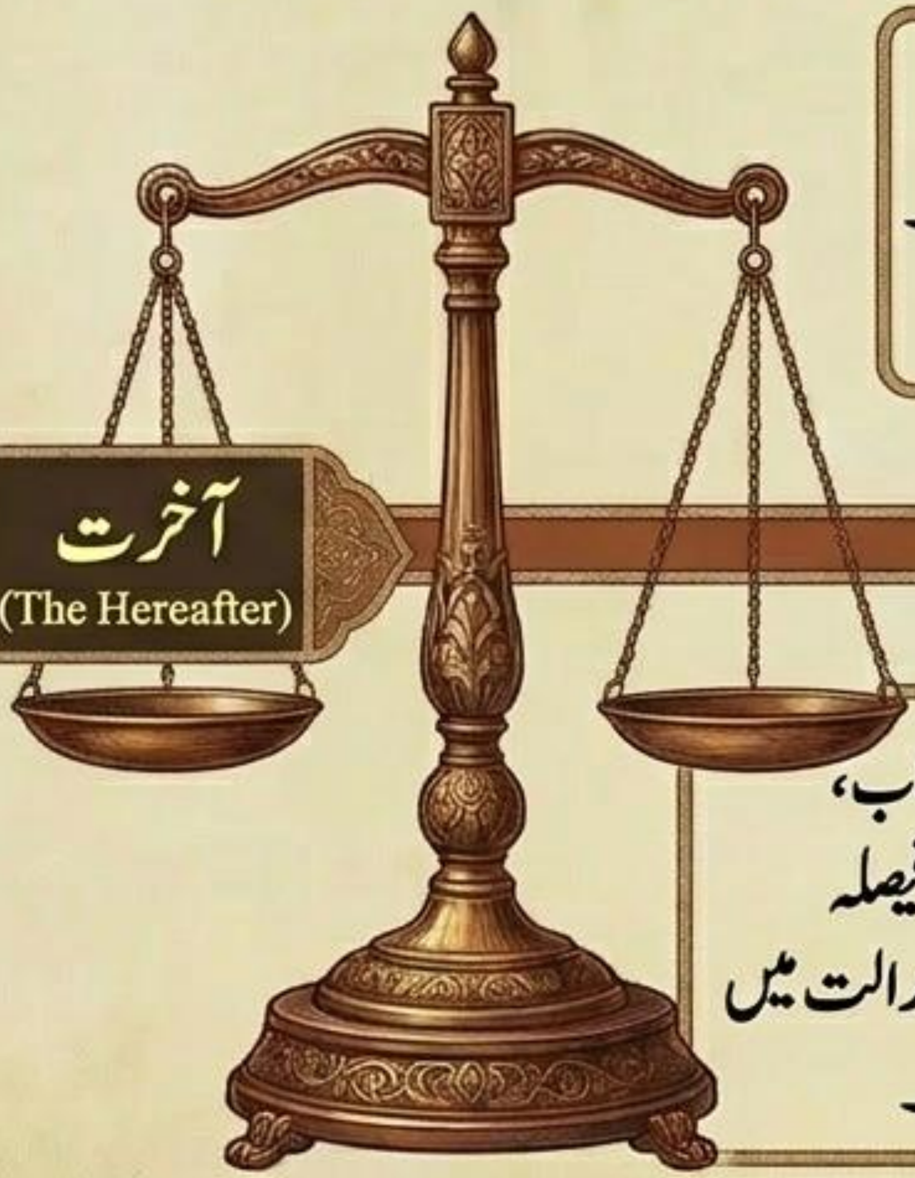
انسان اس دنیا میں خود مختار نہیں، بلکہ خدا کی دی ہوئی امانتوں کا جوابدہ محافظ ہے۔

زندگی بحیثیت ایک امتحان

انسان کو جو خود مختاری، عقل، اور وسائل پر تصرف کا اختیار دیا گیا ہے، وہ محض ایک امتحان کی غرض سے ہے۔

یہ امتحان انسان کی زندگی کے ہر پہلو—جسمانی، عقلی، جذباتی، اور معاشرتی سرگرمیوں—پر محیط ہے۔ زندگی کا ہر لمحہ اس پرچہ امتحان کا حصہ ہے۔

دنیا
(Worldly Life)



آخرت
(The Hereafter)

اس امتحان کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کا حتمی نتیجہ دنیا میں نہیں نکلتا۔ دنیا کی کامیابی یا ناکامی، دولت یا غربت، حقیقی کامیابی کا معیار نہیں ہیں۔

انسان کے اعمال کا مکمل حساب، اور حقیقی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ مرنے کے بعد آخرت کی عدالت میں ترازو پر تول کر کیا جائے گا۔

دنیا کی زندگی محض ایک مہلت ہے، اور انسان کے ہر عمل کا حتمی نتیجہ آخرت میں ظاہر ہو گا۔

اسلام کا جواب (1): اخلاق کا حتمی مقصد

اخلاقیات کے پہلے بنیادی سوال پر اسلام انسان کو جو قطعی جواب دیتا ہے وہ "رضائے الٰہی" کا حصول ہے۔

- ایک سچے مومن کا حتمی مقصد وقتی خوشی، دنیاوی مفاد، یا قومی تعصبات نہیں، بلکہ صرف اور صرف اپنے خالق کی رضا حاصل کرنا ہے۔
- یہ ایک ایسا مقرر، غیر متغیر اور ابدی ہدف ہے جو بدلتے ہوئے زمانوں، حالات، یا ذاتی خواہشات کے تابع نہیں ہوتا۔
- رضائے الٰہی کا یہ اعلیٰ ترین مقصد انسان کی نگاہ کو مادی لالچ اور خود غرضی کی پستیوں سے نکال کر انتہائی بلندیوں تک لے جاتا ہے، جس سے اس کی پوری زندگی ایک اکائی میں ڈھل جاتی ہے۔



رضائے الٰہی کا حصول انسان کو دنیاوی مفادات اور وقتی مقاصد کی غلامی سے آزاد کر دیتا ہے۔

اسلام کا جواب (2): علم کا قطعی ماخذ

اخلاقیات کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ نیکی اور بدی کا حقیقی اور حتمی علم صرف "وحی الٰہی" سے حاصل ہوتا ہے۔



- چونکہ اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کا خالق ہے، اس لیے وہ لامحدود اور کامل علم رکھتا ہے کہ انسان کے لیے حقیقی بھلائی کس چیز میں ہے اور برائی کیا ہے۔
- وحی کا علم انسانی عقل کی کوتاہیوں، محدود ذاتی تجربات، اور تاریخی و قومی تعصبات کی آمیزش سے مکمل طور پر پاک ہے۔
- یہ علم اضافی یا وقت کے ساتھ بدلنے والا نہیں، بلکہ "مطلق خیر و شر" (Absolute Good and Evil) کا ابدی معیار فراہم کرتا ہے، جو انسانیت کو فکری اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

وحی الٰہی وہ بے عیب علم ہے جو انسانی عقل کی خامیوں اور تعصبات سے یکسر پاک ہے۔

اسلام کا جواب (3): نفاذ کی حتمی طاقت

تقویٰ اور عقیدہ آخرت



تیسرے اور سب سے اہم سوال کا جواب یہ ہے کہ اسلام ایک انسان کے اندر ناقابل فرار داخلی طاقت (Sanction) پیدا کرتا ہے۔

- اسلام کی پشتیبان قوت اس بات پر کامل یقین ہے کہ اللہ علیم و خبیر ہے، وہ نہ صرف ظاہری اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ دلوں کے گہرے ارادوں اور نیتوں سے بھی بخوبی واقف ہے۔
- اس کے ساتھ آخرت میں مکمل اور قطعی انصاف کا عقیدہ انسان کو تنہائی اور اندھیرے میں بھی گناہ سے باز رکھتا ہے۔
- یہ عقیدہ انسان کے اندر 'تقویٰ' کی صورت میں ایک ایسی طاقتور اندرونی پولیس فورس قائم کر دیتا ہے، جس کی موجودگی میں اسے کسی بیرونی ریاستی قانون یا معاشرتی دباؤ کی محتاج نہیں رہتی۔

خدا کا خوف اور آخرت کی جوابدہی وہ واحد طاقت ہے جو تنہائی میں بھی انسان کو گناہ سے روکتی ہے۔

خاندانی نظام: معاشرت کی اولین بنیاد

- اسلامی معاشرت کی بنیادوں میں سب سے اولین اور بنیادی ادارہ "خاندان" کا ہے۔ خاندان ایک مرد اور ایک عورت کے ملنے سے وجود میں آتا ہے۔ ایک نئی نسل پیدا ہوتی ہے، پھر اس سے رشتے، کنبے اور برادری کے تعلقات پھیلتے ہیں جو آخر کار ایک وسیع معاشرے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔
- خاندان وہ ادارہ ہے جس میں انسان آنے والی نسل کو محبت، ایثار، دل سوزی، اور خیر خواہی کے ساتھ انسانی تمدن کی خدمت کے لیے تیار کرتا ہے۔ چونکہ خاندان ہی انسانی تمدن کی جڑ ہے، اس لیے اسلام سب سے پہلے اس ادارے کو مضبوط ترین بنیادوں پر قائم کرتا ہے۔
- اسلام کے نزدیک مرد اور عورت کا تعلق صرف اور صرف ایک خاندان کی صورت میں، ذمہ دارانہ تعلق کی بنا پر ہونا چاہیے۔

آزادانہ اور غیر ذمہ دارانہ جنسی تعلق (زنا) کو اسلام محض ایک تفریح یا معمولی برائی نہیں سمجھتا، بلکہ اسے انسانی تمدن کی جڑ کاٹنے والا فعل قرار دیتا ہے۔ اسی لیے اسلام اسے حرام اور قانونی جرم قرار دے کر اس کے لیے سخت ترین سزائیں تجویز کرتا ہے تاکہ سوسائٹی ایسے تعلقات سے پاک رہے۔ پردے کے احکام، اور فواحش کی اشاعت پر پابندی اسی لیے لگائی گئی ہے۔

خاندان انسانی تمدن کی جڑ ہے، جسے اسلام نکاح کے ذریعے مضبوط اور پاکیزہ بناتا ہے۔

جنسی تعلقات اور مقصدِ فطرت

انسانی و تمدنی مقصد (Human & Civilizational Purpose)	حیواناتی مقصد (Animalistic Purpose)
نسلِ انسانی کی بقا کے ساتھ ساتھ ایک دائمی، قلبی اور روحانی وابستگی۔	محض بقائے نسل اور عارضی جسمانی اتصال۔
انسان میں فطرت نے محبت اور عشق کی چاشنی رکھی ہے تاکہ مرد اور عورت تاحیات مربوط رہیں۔	فطرت حیوانات کو قلیل مدت کے بعد ایک دوسرے سے الگ کر دیتی ہے۔

- انسان کے لیے جنسی لطف اور لذت مقصود بالذات نہیں ہے۔ فطرت نے یہ لذت محض ایک بہت بڑے مقصد (انسانیت کی خدمت اور تمدن کی تعمیر) پر مجبور کرنے کے لیے بطور چاشنی رکھی ہے۔
- اگر انسان کو محض حیوانوں کی طرح بقائے نوع مقصود ہوتا، تو اتنی شدید صنفی کشش کی ضرورت نہ تھی۔ انسان میں صنفی کشش کی زیادتی اس بات کی دلیل ہے کہ فطرت انسان کو متمدن بنانا چاہتی ہے۔
- عورت کی فطرت میں شرم و حیا، اور ممانعت و رکاوٹ کا مادہ رکھا گیا ہے، تاکہ انسان میں صنفی مقناطیسیت کا مقصد ایک مستقل وابستگی ہو، نہ کہ ہر صنفی کشش ایک وقتی اور عارضی عمل پر منتج ہو۔

فطرت کے نزدیک جنسی لذت منزل نہیں، بلکہ انسانیت سے تمدن کی خدمت لینے کا ایک ذریعہ ہے۔

تمدن کا بنیادی مسئلہ

صنفی میلان ← (The Sexual Urge)
← انسان کے قلب و روح میں رکھا گیا بنیادی جذبہ۔

دائمی رابطہ ← (The Permanent Bond)
← مرد اور عورت کا ایک دوسرے کے ساتھ مستقل تعاون پر مجبور ہونا۔

خاندان کی تشکیل ← (Formation of Family)
← خونی رشتوں اور محبت کا سلسلہ جو مصاہرت کو جنم دیتا ہے۔

نظامِ تمدن ← (System of Civilization)
← خاندانوں کے اشتراک سے ایک مکمل معاشرہ اور تمدن کا وجود میں آنا۔

- صنفی میلان وہ اصل قوتِ محرکہ ہے جسے فطرت نے انسان کو متمدن بنانے کے لیے استعمال کیا ہے۔
- مرد اور عورت کے تعلق کا مسئلہ دراصل تمدن کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اسی کے صحیح حل پر تمدن کی صلاح و فلاح اور اس کی خرابی پر تمدن کے فساد کا انحصار ہے۔
- نوعِ انسانی کے ان دونوں حصوں میں تعلق خالص حیوانی نہیں بلکہ تعلقِ انسانی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ دونوں مل کر مشترک اغراض کے لیے اپنی فطری صلاحیتوں کے مطابق تعاون کریں۔
- تمدن کا کاروبار چلانے کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں عناصر (مرد اور عورت) کا امتزاج نہایت متناسب اور معتدل ہو۔

خاندان اور معاشرے کی پوری عمارت مرد اور عورت کے جنسی میلان کی بنیاد پر کھڑی کی گئی ہے۔

مدنیتِ صالحہ کے لوازم: میلانِ صنفی کی تعدیل

صنفی آوارگی ← (Abnormal Lust)
→ حد سے بڑھی ہوئی لذت پرستی، تباہی، اور انسانیت کا حیوانیت میں گر جانا۔



رہبانیت ← (Abnormal Suppression)
→ انسانیت کی بقا کی نفی، فطرت سے جنگ اور تہذیب کا خاتمہ۔

ضابطے (The Natural Path) Regulate
→ افراط و تفریط سے پاک ایک صالح تمدن کا راستہ۔

- انسان کا صنفی میلان دیگر حیوانات سے بہت زیادہ طاقتور ہے۔ اگر اسے بے قابو چھوڑ دیا جائے، تو یہ انسان کو حیوانوں اور بندروں سے بھی نچلے درجے کی بہیمیت میں گرا دیتا ہے۔
- جو قومیں اس میلان کی تسکین کو مقصود بالذات بنا لیتی ہیں (جیسے قدیم یونان اور روم)، وہ تباہی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان کے آرٹ، ادب اور کلچر میں شہوانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے۔
- دوسری طرف رہبانیت (Monasticism) کا فلسفہ ہے، جو اس میلان کو دبانے اور ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ فطرت سے بغاوت ہے جو انسان کی تمام ذہنی، عقلی اور عملی صلاحیتوں کو منجمد کر دیتی ہے۔
- ایک صالح تمدن کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ اس میلان کو منضبط (Regulate) کرے۔ انسان کو شہوت پرستی کے جنون سے بھی بچائے اور دوسری طرف اس کی تسکین کے لیے فطری (Normal) راستے بھی کھولے۔

صالح تمدن شہوت کو نہ بے لگام چھوڑتا ہے اور نہ دباتا ہے، بلکہ اسے ایک تعمیری ضابطے کا پابند بناتا ہے۔

خاندان کی تاسیس اور انسانی بچے کی پرورش

حیوانی بچہ (Animal Offspring) ← پیدا ہونے کے چند ہفتوں یا مہینوں میں خود مختار۔ ماں باپ کی قلیل مدتی ذمہ داری۔

انسانی بچہ (Human Child) ← برسوں کی محنت، تعلیم، اور تربیت کا محتاج۔ طویل الدتی اور مستقل کفالت کی ضرورت۔

پیدائش ← ابتدائی پرورش ← تعلیم ← تربیت ← بلوغت ← صالح شہری

- حیوانات کے برعکس، انسانی بچے کی پرداخت اور پرورش بے حد طویل اور کٹھن ہے۔
- ایک حیوانی بچہ دو تین سال میں اپنی خوراک اور حفاظت کے قابل ہو جاتا ہے، جبکہ انسانی بچے کو ایک صالح شہری بننے کے لیے پندرہ سے بیس سال کی مسلسل نگہداشت درکار ہوتی ہے۔
- تمدن جتنا زیادہ ترقی یافتہ ہوتا ہے، بچے کی پرورش، تعلیم اور تربیت کے تقاضے اتنے ہی بھاری اور طویل ہوتے جاتے ہیں۔
- فطرت اس بچے کی پرورش کے لیے ایک ایسے نظام کا مطالبہ کرتی ہے جہاں مرد اور عورت محض ایک عارضی جنسی ملاپ کے بعد الگ نہ ہو جائیں، بلکہ ایک طویل، مضبوط اور پائیدار رشتے میں بندھ کر اس ذمہ داری کو نبھائیں۔

انسانی بچے کی طویل المدتی محتاجی ہی وہ فطری سبب ہے جو مرد اور عورت کو ایک مستقل رشتے میں باندھتا ہے۔

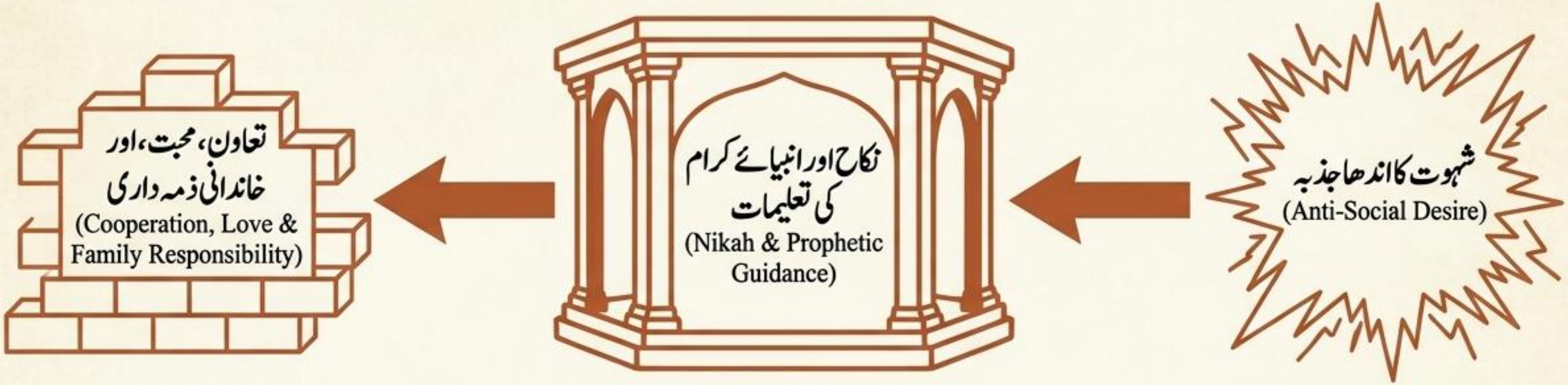
فکری و جسمانی ذمہ داری اور مرد کا کردار

- فطرت نے نسلِ انسانی کی بقا کا سب سے بھاری بوجھ عورت پر ڈالا ہے۔ حمل اور ولادت کے طویل اور تکلیف دہ عمل کے دوران وہ معاشی اور معیشتی دوڑ دھوپ کے قابل نہیں رہتی۔
- عورت کو اس نازک دور میں ایک ایسے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کا "قوام" (Protector, Provider) بنے۔
- فطرت نے مرد کو اس ذمہ داری پر آمادہ کرنے کے لیے عورت کی کشش اور محبت کا ہتھیار استعمال کیا ہے۔ عورت کا حسن، شیرینی اور دل موہ لینے کی صلاحیت مرد کو ایثار اور قربانی پر مجبور کرتی ہے۔
- اگر مرد اس جنسی کشش سے فائدہ تو اٹھائے لیکن عورت اور بچے کی کفالت کی ذمہ داری سے فرار اختیار کرے، تو یہ فطرت کے قانون سے غداری غداری اور عورت پر صریح ظلم ہے۔



عورت کی جسمانی قربانی کے بدلے مرد کا معاشی اور فکری ایثار ہی خاندان کو قائم رکھتا ہے۔

نکاح: فطرت کا مقرر کردہ طریقہ



- انبیائے کرام (علیہم السلام) نے انسان کی فطرت اور تمدنی ضروریات کو سمجھ کر مرد اور عورت کے درمیان "نکاح" کا طریقہ تجویز کیا۔
- نکاح وہ واحد راستہ ہے جو شہوت کے خود غرضانہ اور انفرادیت پسند (Anti-Social) جذبے کو ایثار، محبت اور سماجی ذمہ داری میں تبدیل کر دیتا ہے۔
- اگر نوجوانوں کو محض جنسی تسکین کی کھلی چھوٹ دے دی جائے، تو ان کے اندر موجود محنت، مشقت، اور قربانی کے جذبات سرد پڑ جائیں گے، اور خاندان کا نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا۔
- نکاح کی قانونی اور اخلاقی گرفت مرد اور عورت کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھی بنیں اور نوعِ انسانی کی بقا کے لیے ایک مستقل ادارہ قائم کریں۔

نکاح محض ایک رسم نہیں، بلکہ شہوت کو ایثار اور سماجی ذمہ داری میں ڈھالنے کا الٰہی کارخانہ ہے۔

خاندان کا کارخانہ: خدمت گزار بمقابلہ خرد برد کرنے والے

بے غرض خادم (Labourers / Workers)

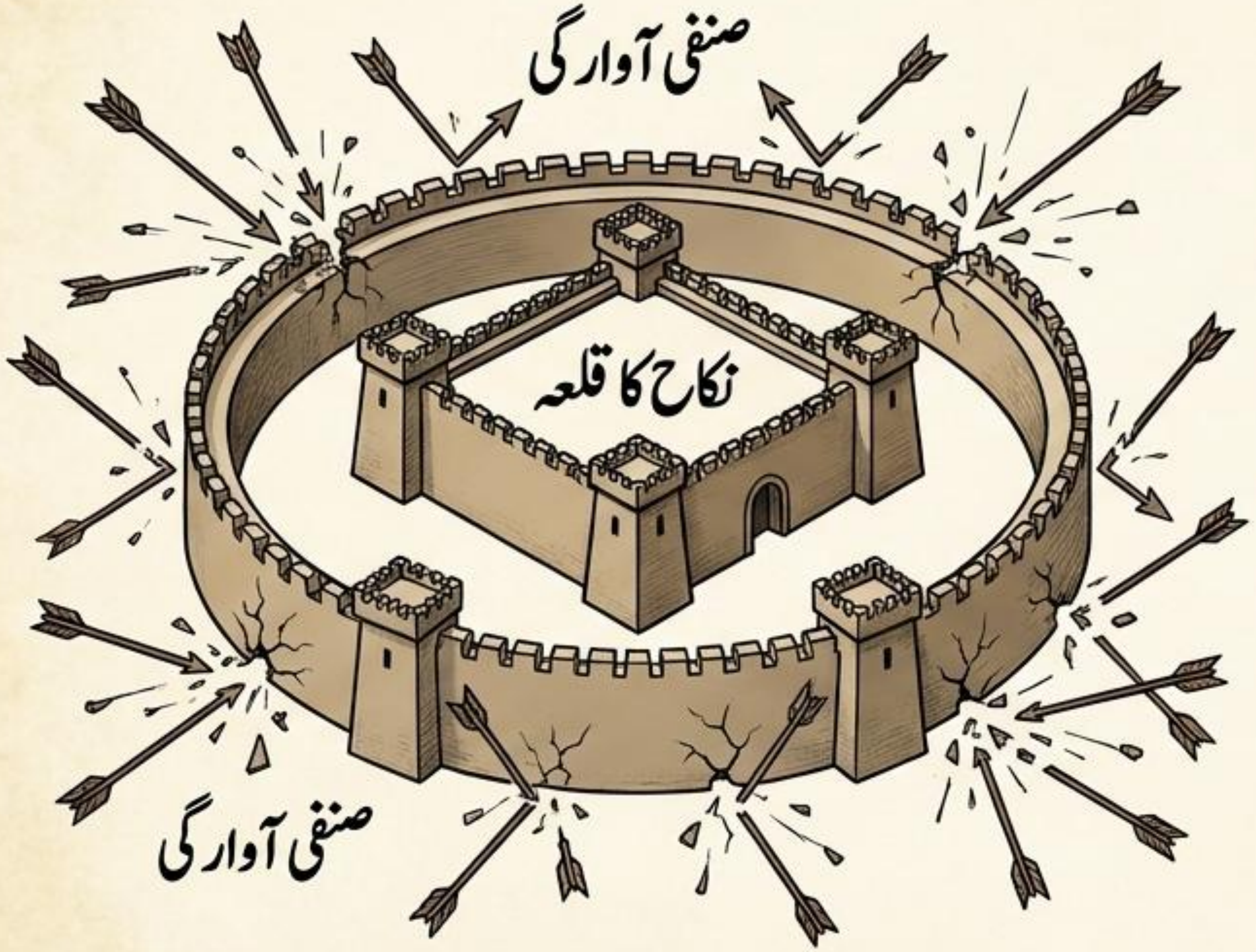
- تمدن کے مزدور: جو مرد اور عورتیں نکاح کے ذریعے خاندان بناتے ہیں، وہ دراصل تمدن کے بے غرض خادم (Labourers) ہیں۔ وہ اپنی کمائی، توانائیاں، اور جوانیاں نسلِ انسانی کی بقا اور تربیت پر قربان کر دیتے ہیں۔ خاندان دراصل وہ "چھوٹی سی کارگاہ" ہے جہاں تمدن کے مستقبل مستقبل کے پرزے تیار ہوتے ہیں۔

کھٹمل افراد (Parasites)

- معاشرے کے طفیلیے (Parasites): وہ لوگ جو شادی اور خاندان کی ذمہ داریوں سے بچ کر آزادانہ جنسی تسکین چاہتے ہیں، وہ معاشرے کے طفیلیے (Parasites) ہیں۔
- یہ لوگ ان اداروں، سڑکوں، اور تمدن سے تو فائدہ اٹھاتے ہیں جو پچھلی نسلوں نے اپنی محنت سے بنائے، لیکن خود اگلی نسل کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالنے سے انکار کر دیتے ہیں۔
- یہ لوگ اپنا سرمایہ، وقت اور محنت صرف اپنی ذات اور اپنی عیاشی پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ دراصل ایک بہت بڑا ظلم اور معاشرے کے ساتھ بے انصافی ہے۔

خاندانی ذمہ داریوں سے بھاگ کر آزاد جنسی لذتیں لوٹنے والے لوگ تمدن کے کھٹمل (Parasites) ہیں۔

صنفی آوارگی کا سدِّ باب



- نکاح کے نظام کو کامیاب بنانے کے لیے ناگزیر ہے کہ جنسی تسکین کے دیگر تمام غیر فطری راستوں کو سختی سے بند کر دیا جائے۔
- اگر معاشرے میں نکاح کے بغیر مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط اور صنفی لذت اندوزی (صنفی آوارگی) کے دروازے کھلے رہیں، تو تمدن کی جڑیں کھوکھلی ہو جائیں گی۔
- دورِ جاہلیت کی طرح آج کی جدید جاہلیت میں بھی زنا کو محض "باہمی رضامندی" کہہ کر ایک فطری فعل ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جو سراسر دھوکہ ہے۔
- آزادانہ جنسی تعلق کسی طور پر انسان کا "فطری" حق نہیں ہے۔ یہ انسان کے حیوانی جذبے کی تسکین تو ہو سکتی ہے، لیکن انسانیت اور علبد تمدن کے تقاضوں کے صریح خلاف ہے۔

نکاح کے دروازے کو کھلا رکھنے کے لیے لازم ہے کہ زنا کے تمام دروازوں کو آہنی قلعوں کی طرح بند کیا جائے۔

انفرادی آزادی کا غلط تصور



- جدید ذہن کا سب سے بڑا مغالطہ یہ ہے کہ جنسی تعلق ایک "پرائیویٹ معاملہ" ہے اور بالغوں کی باہمی رضامندی میں معاشرے کا کوئی دخل نہیں۔
- حقیقت یہ ہے کہ انسانی اجتماع کا ہر فعل، یہاں تک کہ وہ فعل جو خلوت میں کیا جائے، پوری سوسائٹی اور آئندہ نسلوں پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔
- ہماری جنسی طاقت اور توانائیاں محض ہماری ذاتی ملکیت نہیں ہیں، بلکہ یہ پوری انسانیت کی امانت ہیں۔
- جو شخص اپنی تولیدی طاقت کو نکاح کے ضابطے سے باہر محض وقتی لذت کے لیے ضائع کرتا ہے، وہ کوئی شریف آدمی نہیں بلکہ معاشرے کا چور اور انسانیت کا خائن ہے۔ وہ ان وسائل کو چوری کر رہا ہے جو فطرت نے نسلِ انسانی کی بقا کے لیے اسے دیے تھے۔

خلوت میں کیا جانے والا زنا ذاتی فعل نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے مستقبل میں نقب زنی ہے۔

زنا کے نقصانات: جسمانی اور طبی تباہی

نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُونٌ

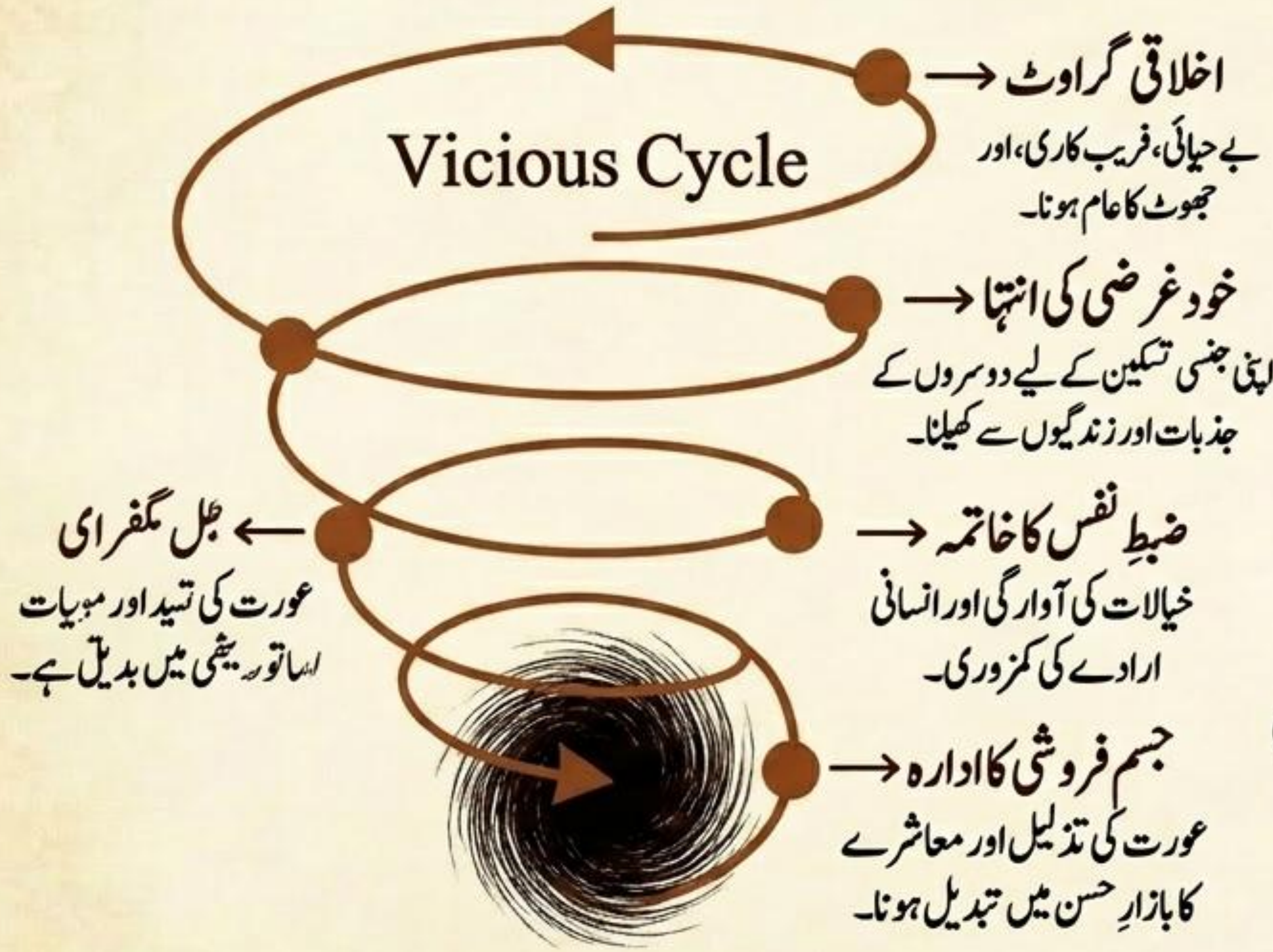
اپنے ہاتھ سے شہوت رانی کرنے والا (یعنی غیر فطری جنسی عمل کرنے والا) ملعون ہے۔

(نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک)

- زنا اور غیر فطری بہ جنسی افعال انسان کو خطرناک طبی اور جسمانی جسانی امراض میں مبتلا کر دیتے ہیں۔
- ان افعال کی کثرت سے معاشرے میں سوزاک (Gonorrhea) اور آتشک (Syphilis) جیسی ىرہ تباہ کن بیماریاں پھیلتی ہیں۔
- یہ بیماریاں صرف زانی تک محدود نہیں رہتیں، بلکہ اس کے ذریعے بے گناہ شریکِ حیات اور آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں تک منتقل ہو جاتی ہیں۔ اند بڑ میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ اندھے، بہرے اور پیدائشی معذور بچے اسی جنسی بے راہ روی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔
- فطرت کے خلاف جنگ چھیڑنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان اپنی جسمانی قوتوں کو خود اپنے ہاتھوں تباہ کر لیتا ہے۔

زانی اپنی وقتی لذت کی قیمت اپنے جسم کی تباہی اور آئندہ نسلوں کی معذوری سے چکاتا ہے۔

زنا کے نقصانات: اخلاقی اور معاشرتی زوال



- جنسی آوارگی انسان کے اندر سے اخلاقی قدروں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ زانی کی طبیعت میں ذوقی اور ہرجائی پن آجاتا ہے۔
- اگر سوسائٹی میں آزادانہ جنسی اختلاط عام ہو جائے، تو اس قوم کا مزاج ایثار اور وفاداری کی صفات سے عاری ہو جاتا ہے۔
- اس کا سب سے بھیانک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں جسم فروشی (Prostitution) کا کاروبار چل نکلتا ہے۔
- جس معاشرے کی عورتیں بازار میں بیٹھی ہوں، اور مردوں کی تسکینِ نفس کا سامان بک رہا ہو، وہاں عورت کی عزت، عصمت، اور حقیقی قدر و منزلت خاک میں مل جاتی ہے۔

صنفی آوارگی انسان سے اس کا ضمیر چھین کر معاشرے کو ایک بے رحم منڈی میں بدل دیتی ہے۔

زنا کے نقصانات: نکاح کے نظام کی تباہی



- جب معاشرے میں زنا اور آزادانہ تعلقات عام ہو جائیں، تو نکاح کا پاکیزہ اور پائیدار ادارہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔
- مرد کو جب بغیر کسی مالی، جذباتی، اور اخلاقی ذمہ داری کے بازار سے یا دوستوں کی شکل میں جنسی تسکین میسر آجائے، تو وہ خاندانی زندگی کا کا بھاری بوجھ کیوں اٹھائے گا؟
- وہ جذبات جو خاندانی رشتے کو مضبوط رکھنے، بیوی سے محبت کرنے اور بچوں کی تربیت کے لیے درکار ہوتے ہیں، وہ ادھر ادھر کی آوارہ مزاجیوں میں بکھر جاتے ہیں۔
- آزادانہ جنسی تعلق (Having a good time) دراصل عائلی نظام کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔ یہ معاشرے سے اس محرک کو ہی چھین لیتا ہے جو ایک مستحکم خاندان کی بنیاد بنتا ہے۔

سستی اور حرام جنسی تسکین، نکاح جیسے عظیم اور ذمہ دارانہ ادارے کو مفلوج کر دیتی ہے۔

زنا کے نقصانات: نسلِ انسانی پر سب سے بڑا ظلم



ریاستی یتیم خانے / باٹا فیکٹری (Bata Shoe Factory)

→ بے روح، مشینی پرورش، محبت سے خالی۔



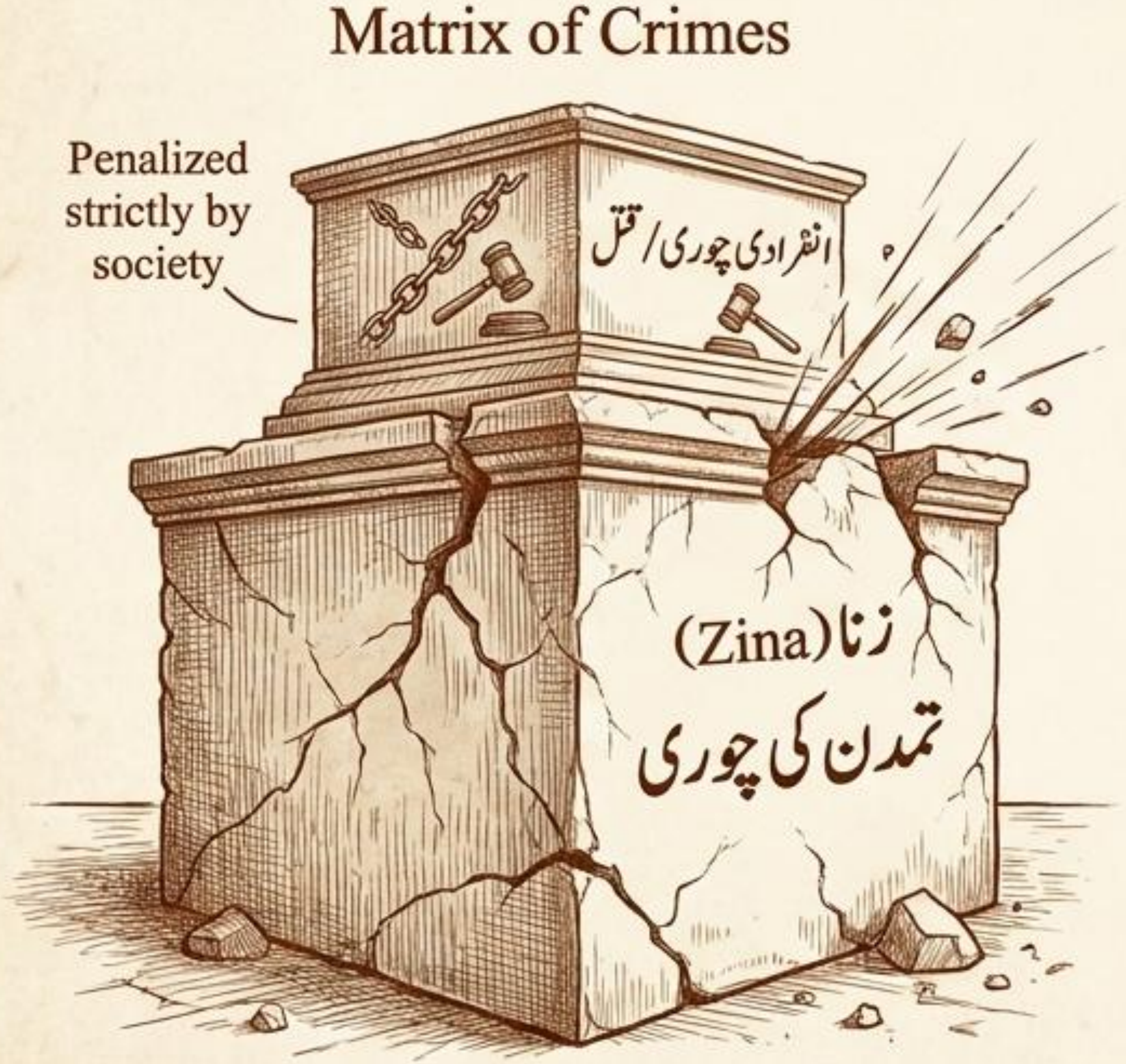
ماں کی گود / کینوس پر مصوری (Bespoke Fine Art)

→ انفرادیت، ممتا کی گرمی، اور جذباتی تحفظ۔

- زنا کا سب سے بھیانک ظلم ان بچوں پر ہوتا ہے جو اس حرام تعلق کے نتیجے میں جنم لیتے ہیں۔ (حرامی بچے)"
- ایک ناجائز بچہ اس دنیا میں بغیر کسی قانونی، معاشرتی، اور خاندانی چھت کے آتا ہے۔ اسے کبھی وہ ماں اور باپ نہیں ملتے جو اس کے لیے اپنا خون پسینہ ایک کر سکیں۔
- باٹا جوتوں کی فیکٹری کا استعارہ: آزاد جنسی تعلقات کے حامی کہتے ہیں کہ ریاست بچوں کو پال لے گی۔ لیکن ریاست کے یتیم خانے باٹا کی فیکٹری کی طرح ہوتے ہیں، جہاں لوہے کے سانچے میں ایک ہی قسم کے ہزاروں جوتے تو بن سکتے ہیں، مگر انسانوں کی نفسیاتی اور انفرادی تربیت نہیں ہو سکتی۔
- مصوری کا شاہکار: انسانی شخصیت کی نشوونما ایک لطیف ترین آرٹ ہے، جو صرف اسی کینوس پر ابھر سکتا ہے جسے ہم ماں کی گود اور باپ کا سایہ کہتے ہیں۔

انسانی بچے کی تربیت فیکٹری کا ماس پروڈکشن نہیں، بلکہ خاندان کی بے لوث محبت کی محتاج ہے۔

قانونی نفاذ: زنا ایک سنگین اور تعزیری جرم



- "جوانی کی مستیاں" (Sowing Wild Oats) کہہ کر جنسی آوارگی کو درگزر کرنا معاشرے کی سب سے بڑی حماقت ہے۔ زانی دراصل تمدن کے مستقبل کو قتل کر رہا ہے۔
- اگر ایک شخص چند ہزار روپے چوری کرے، یا کسی ایک فرد کا قتل کرے، تو معاشرے کا قانون حرکت میں آجاتا ہے اور اسے کڑی سزا دی جاتی ہے۔
- زانی تو پوری آنے والی نسلوں پر ڈاکہ مارتا ہے، خاندان کے ادارے کو قتل کرتا ہے، اور لاکھوں کروڑوں انسانوں کا حق مارتا ہے۔ اس کا جرم عام چور یا قاتل سے ہزار درجے بڑھ کر ہے۔
- لہذا، زنا محض ایک نجی گناہ نہیں، بلکہ ایک سنگین تعزیری جرم ہے۔ کسی بھی صالح ریاست کے قانون کا فرض ہے کہ وہ زنا کے خلاف آہنی دیوار بن کر کھڑا ہو، اور معاشرے کو اس باطنی طاعون سے محفوظ رکھے۔

چونکہ زنا پوری نوعِ انسانی کے مستقبل پر ڈاکہ ہے، اس لیے ریاست اسے ایک سنگین جرم قرار دینے کی پابند ہے۔

والدین کے حقوق: توحید کے بعد سب سے اہم فریضہ

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

اور آپ کے رب نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (بنی اسرائیل)

جہاد پر فضیلت (Superiority over Jihad)

ایک شخص ہجرت اور جہاد کی بیعت کے لیے آیا اور والدین کو روتا چھوڑ آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ اور ان کو اسی طرح خوش کرو جس طرح رلا کر آئے ہو (ابو داؤد)۔

ایک اور شخص کو آپ ﷺ نے جہاد میں شرکت کی بجائے بوڑھے والدین کی خدمت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: انہی کی خدمت کرتے رہو، یہی جہاد ہے (مسلم)۔

جنت اور دوزخ کا فیصلہ (The Ultimate Consequence)

حضرت ابو امامہؓ کی روایت: آپ ﷺ نے فرمایا، ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی تمہاری دوزخ (ابن ماجہ)۔ ان کے حقوق پامال کرکے انسان جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

پہلا درجہ: وقت پر نماز پڑھنا

دوسرا درجہ: والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک

تیسرا درجہ: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

ایک صحابیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اللہ کو سب سے زیادہ کون سا عمل محبوب ہے؟ (بخاری و مسلم)

اللہ کی عبادت کے بعد سب سے پہلا اور اہم ترین فرض والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک ہے۔

بڑھاپے میں والدین کا احترام: عاجزی اور خدمت کے آداب

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا

اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اُف بھی نہ کہو، نہ انہیں جھڑکیاں دو، اور ان سے احترام کی بات کیجیے۔ (بنی اسرائیل)

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

اور عاجزی اور نرمی سے ان کے سامنے بچھے رہو۔ (بنی اسرائیل)

مزاج کی رعایت: بڑھاپے میں والدین کا مزاج حساس اور کمزور ہو جاتا ہے۔ ان کی کسی بات پر ناگواری کا اظہار نہ کریں اور ان کے غیر معمولی مطالبات کو بھی خوشی خوشی برداشت کریں۔

خوشنودی کا انعام: اللہ کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ جو اللہ کو خوش کرنا چاہے وہ اپنے والد کو خوش رکھے (ترمذی)۔

ادب و احترام کی حدود: والدین کے ساتھ ہمیشہ انتہائی محبت اور عاجزی سے پیش آئیں۔ ان سے آگے نہ چلیں، ان سے پہلے نہ بیٹھیں اور ان کا نام لے کر نہ پکاریں۔

ادب کا اثرات: اللہ کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ جو اللہ کو خوش کرنا چاہے وہ اپنے والد کو خوش رکھے (ترمذی)۔

محبت کی نگاہ کا ثواب: جو نیک اولاد اپنے والدین پر محبت بھری نگاہ ڈالتی ہے، تو اللہ اسے ایک مقبول حج کا ثواب بخشتا ہے، خواہ وہ دن میں سو بار ایسی نگاہ ڈالے (مسلم)۔

ہلاکت کی دعید: آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ذلیل و خوار ہو جس نے والدین کے بڑھاپے کا زمانہ پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا (مسلم)۔

بوڑھاپے میں والدین کے سامنے عاجزی اور نرمی اختیار کرنا جنت کے دروازے کھولنے کی کنجی ہے۔

والدین کے مالی حقوق اور اطاعت کی شرعی حدود

مالی حقوق (Financial Rights & Generosity)

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

کہہ دیجیے جو خیر بھی تم خرچ کرو اس کے اولین حقدار والدین ہیں۔ (البقرہ)

- والدین کو اپنے مال کا مالک سمجھیں اور ان پر دل کھول کر خرچ کریں۔
- ایک بوڑھے شخص کی شکایت پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے" اور رو پڑے۔
- جس نے والدین کے حقوق ادا کیے اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہیں، اور جس نے نافرمانی کی اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہیں، خواہ وہ والدین زیادتی ہی کیوں نہ کر رہے ہوں (مشکوٰۃ)۔

(Limits of Obedience)

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ؕ

"اور اگر ماں باپ دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک بناؤ جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تو ہرگز ان کا کہنا نہ مانو، اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے رہو۔ (لقمان)

- اگر والدین کفر، شرک یا گناہ کا حکم دیں تو ان کی اطاعت جائز نہیں، لیکن پھر بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک لازمی ہے۔
- حضرت اسماءؓ کی غیر مسلم والدہ جب مکہ سے آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی شرک کرنے والی والدہ کے ساتھ بھی صلہ رحمی اور حسن سلوک کا حکم دیا (بخاری)۔

والدین پر مال خرچ کرنا افضل ترین عمل ہے، اور ان کی ہر بات ماننا فرض ہے سوائے اللہ کی نافرمانی کے۔

والدہ کا خصوصی مقام اور وفات کے بعد والدین کے حقوق

والدہ کا عظیم حق (The Supreme Right of the Mother)

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی، اس کی ماں تکلیف اٹھا اٹھا کر اس کو پیٹ میں لیے پھری اور تکلیف ہی سے جنا اور پیٹ میں اٹھانے اور دودھ پلانے کی یہ مدت اڑھائی سال ہے۔ (الاحقاف)

قرآن نے واضح کیا ہے کہ ماں خدمت اور حسنِ سلوک کی باپ سے تین گنا زیادہ مستحق ہے۔

رضاعی ماں (دودھ پلانے والی) کا بھی احترام کریں۔ نبی ﷺ نے اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ ؓ کو دیکھ کر اپنی چادر بچھادی تھی (ابوداؤد)۔

وفات کے بعد حقوق (Rights After Death)

دعائے مغفرت: قرآن نے سکھایا: رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اور رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ۔ اولاد کی دعا سے مردے کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

صدقہ جاریہ: حدیث کے مطابق انسان کے مرنے کے بعد تین اعمال فائدہ دیتے ہیں: صدقہ جاریہ، علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، اور نیک اولاد جو دعا کرتی رہے (مسلم)۔

وصیت کی تکمیل: ان کے کیے ہوئے جائز وعدوں اور وصیتوں کو پورا کریں۔

دوستوں سے سلوک: ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کریں۔ عبداللہ بن عمر ؓ نے اپنے والد کے دوست سے انتہائی شاندار سلوک کر کے اس کی مثال قائم کی (ابن حبان)۔

والدین کی وفات کے بعد ان کی نجات کا سب سے بڑا ذریعہ صالح اولاد کی مسلسل دعائیں اور صدقہ جاریہ ہے۔

ازدواجی زندگی: بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک، درگزر اور حکمت

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

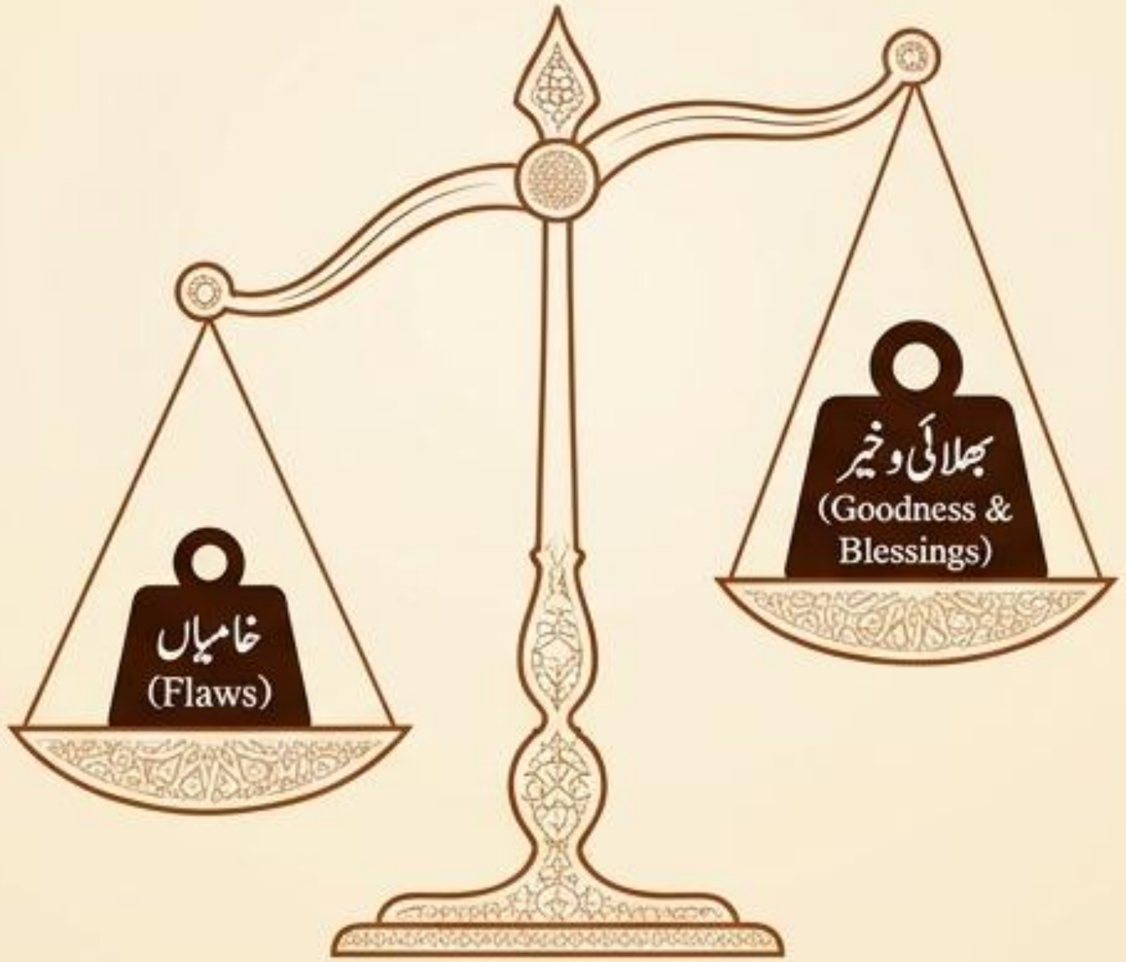
اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو، پھر اگر وہ تم کو ناپسند ہوں، تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تم کو ناپسند ہو اور خدا نے اس میں تمہارے لیے بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔ (النساء)

رحمت اور نرمی کا برتاؤ:

رحمت اور نرمی کا نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں، ان پر سختی کرنے کا کوئی حق نہیں جب تک کہ کھلی نافرمانی نہ کریں۔

مثبت پہلوؤں پر نظر:

کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر ایک عادت ناپسند ہے تو دوسری عادت پسند آجائے گی۔ کامل ایمان سے اچھے ہیں، اور تم میں بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہترین ہیں (ترمذی)۔



فطرت کی رعایت:

حدیث میں ہے: عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اسے سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی، اسے چھوڑے رکھو گے تو ٹیڑھی ٹیڑھی رہے گی، لہٰذا ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو (بخاری و مسلم)۔

خامیوں کو نظر انداز کرنا:

شوہر کو چاہیے کہ بیوی سے خوش گمان رہے اور چھوٹی موٹی خامیوں، مزاج اور سلیقے کی کمزوریوں سے درگزر کرے۔ صلح اور برداشت ست میں ہی خیر ہے۔

کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بیوی کی خامیوں کو نظر انداز کرنے اور اس کی خوبیوں کی قدر کرنے میں ہے۔

شوہر کی ذمہ داریاں: مالی فراخی، دینی تربیت اور عدل

مالی حقوق
(Financial Provision)

بیوی کو اپنی شان اور حیثیت کے مطابق بہترین کھلائیں پلائیں اور پہنائیں۔

حدیث: سب سے بہترین دینار وہ ہے جو انسان اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے، اس کا ثواب جہاد اور غلام آزاد کرنے پر پر خرچ کیے گئے مال سے بھی زیادہ ہے (مسلم)۔

دینی وروحانی تربیت
(Spiritual Education)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(التحریم) اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

(طٰہٰ) اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجئے اور خود بھی اس کے پورے پابند رہیے۔

بیوی کو دین سکھائیں۔ رات کو تہجد کے لیے بیدار کرنا بہترین عمل ہے۔ حضرت عمرؓ رات کو خود اٹھتے اور اپنی اہلیہ کو بیدار کر کے طٰہٰ کی یہی آیت تلاوت فرماتے۔

حدیث: جو میاں بیوی رات کو اٹھ کر دو رکعت پڑھتے ہیں ان کا نام کثرت سے ذکر کرنے والوں میں لکھ لیا جاتا ہے (ابو داؤد)۔

مساوات اور انصاف
(Justice & Equality)

اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان وقت اور مال میں مکمل برابری اور انصاف قائم رکھیں۔

اگر ناانصافی کی تو قیامت کے دن ایسا شخص اس حال میں اٹھے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا (ترمذی)۔

خاندان پر رزقِ حلال خرچ کرنا اور انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرنا شوہر کا بنیادی فریضہ ہے۔

بیوی کی ذمہ داریاں: اطاعت، شکر گزاری اور عزت کی حفاظت

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

پس نیک بیویاں (شوہر کی) اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں۔ (النساء)



1 اطاعت سے جنت کا حصول: شوہر کی اطاعت کرنا اللہ کو خوش کرتا
نبی ﷺ نے فرمایا: جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھے، اپنی آبرو
کی حفاظت کرے، اور اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے، وہ جنت میں جس
دروازے سے چاہے داخل ہو جائے (الترغیب والترہیب)۔

2 شوہر کی خوشنودی: جو عورت اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا
شوہر اس سے راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگی (ترمذی)۔

3 ازدواجی حقوق کی ادائیگی: اگر شوہر ازدواجی تعلق کے لیے بلائے اور
عورت بلاوجہ شرعی انکار کرے اور شوہر رات بھر ناراض رہے، تو فرشتے
اس عورت پر صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں (بخاری، مسلم)۔
بغیر اجازت نفلی روزہ رکھنے کی بھی ممانعت ہے۔

4 شکر گزاری کی اہمیت: ہمیشہ شوہر کی شکر گزار رہیں اور ناشکری سے
بچیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں
دیکھے گا جو اپنے شوہر کی ناشکر گزار ہو (الادب المفرد)۔

5 عزت و آبرو کا تحفظ: ازدواجی زندگی کی بنیاد پاکیزگی پر ہے۔ کسی
ایسے شخص کو گھر میں نہ آنے دیں جس کا آنا شوہر کو ناپسند ہو
اور نہ اس کی مرضی کے خلاف گھر سے نکلیں۔

نیک بیوی کا امتیازی وصف شوہر کی جائز اطاعت اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت ہے۔

بیوی کی ذمہ داریاں: شوہر کی خدمت، مال کی حفاظت اور سلیقہ

خدمت اور مال کی حفاظت (Service & Protecting Wealth)

- عظیم ترین حق: شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر کسی انسان کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے" حتیٰ کہ اگر شوہر کا پورا جسم زخمی ہو اور بیوی اسے چاٹ کر بھی صاف کرے تو شوہر کا حق ادا نہیں ہوتا (مسند احمد)۔
- مال کی نگہداشت: شوہر کے گھر اور مال کی حفاظت کریں۔ نبی ﷺ نے قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "قریش کی عورتیں کیا ہی خوب عورتیں ہیں، بچوں پر انتہائی مہربان ہیں اور شوہر کے گھر بار کی انتہائی حفاظت کرنے والی ہیں" (بخاری)۔
- صحابیات کی مثالیں: حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابیات اپنے ہاتھوں سے نبی ﷺ کے کپڑے دھوتیں، سر میں تیل لگاتیں اور کنگھی کرتیں۔

آرائش، سلیقہ اور خوش اخلاقی (Adornment & Presentation)

- بہترین بیوی کی پہچان: بہترین بیوی وہ ہے کہ جب شوہر اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے (ابن ماجہ)۔
- بناؤ سنگھار: گھر کو صاف ستھرا رکھیں اور شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کا اہتمام کریں۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کی اہلیہ کو سادگی کے باعث ٹوکا تھا کہ بناؤ سنگھار نہ کرنے سے عورت شوہر کی نظروں سے گر جاتی ہے۔
- مسکراہٹ اور خوش اخلاقی سے شوہر کا استقبال کریں تا کہ گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔

عورت کی خوبصورتی اس کے سلیقے، شوہر کے لیے بناؤ سنگھار اور گھر کی حفاظت میں پوشیدہ ہے۔

اولاد کی طلب: انبیاء کی سنت اور احترامِ حیات

انبیاء کی سنت: نیک اولاد کی طلب (The Prophetic Way)

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ

میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے پاک باز اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔ (آل عمران)

اولاد کو خدا کا انعام سمجھیں اور انبیاء کرام (جیسے حضرت زکریاؑ) کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ صالح اولاد کی دعائیں مانگیں۔ اولاد کی پیدائش پر دل تنگ نہ ہوں، نہ اسے مصیبت سمجھیں۔

جاہلیت کی روش: فقر کے خوف سے قتل (The Way of Ignorance)

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا

اور اپنی اولاد کو فقر و فاقے کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور ہم ہی تم کو بھی رزق دے رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ (بنی اسرائیل)

معاشی تنگی کے خوف سے حمل گرانا یا بچے کو ضائع کرنا سنگدلانہ اور جاہلانہ فعل ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ شرک کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی (بخاری و مسلم)۔

اولاد اللہ کی رحمت اور رزق لاتی ہے، انہیں معاشی خوف سے بوجھ سمجھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

پیدائش کے مسنون آداب اور حقوق: زندگی کا پہلا حصار

1
وقتِ ولادت (At Birth):
قرآنی آیات کا ورد

دورانِ ولادت سورۃ البقرہ (آیت الکرسی) اور سورۃ الاعراف (آیات آیات 54-55) کی تلاوت کریں اور دم کریں۔

2
پیدائش کے فوراً بعد:
اذان اور اقامت

پیدائش کے فوراً بعد بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں میں اقامت کہیں۔ اس طرح دنیا میں آتے ہی شیطان کو دور بھگا کر سب سے پہلے توحید اور بندگی کا پیغام اس کے دل میں داخل کیا جاتا ہے۔

3
ابتدائی لمحات:
تحنیک (گھٹی دینا)

کسی نیک مرد یا عورت سے کھجور چبا کر زم کر کے بچے کے تالو سے لگوائیں۔ حضرت اسماءؓ نے پیدائش پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو نبی ﷺ کی گود میں دیا تو آپ ﷺ نے کھجور چبا کر ان کے منہ نہ میں لگائی اور برکت کی دعا کی۔

4
نام رکھنا
(Naming)

بہترین، بامعنی اور برکت والا نام رکھیں۔ اللہ کی بندگی ظاہر کرنے والے (جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن ؒ) یا انبیاء کے نام بہترین ہیں۔ نبی ﷺ نے بُرے ناموں کو بدل دیا تھا (جیسے عاصیہ سے جمیلہ، اور برّہ سے زینب)۔

5
ساتواں دن:
عقیقہ اور ختنہ
(Day 7)

لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکین طرف سے ایک بکرا ذبح کر کے عقیقہ کریں۔ اسی دن سر کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور سنتِ ابراہیمی کے مطابق ختنہ کروائیں۔

دنیا میں قدم رکھتے ہی بچے کے کانوں میں اذان کے ذریعے توحید کا پیغام اس کی روحانی حفاظت کا پہلا حصار ہے۔

اولاد کی دینی واخلاقی تربیت: سب سے قیمتی عطیہ

1 ابتدائی شعور اور توحید (Early Consciousness)

ماں کا فرض ہے کہ دودھ پلاتے ہوئے بچے کے قلب وروح میں توحید، محبتِ رسول ﷺ اور دین کی تڑپ اتارے۔

2 زبان کھلنے پر (When Speech Begins)

بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اسے کلمہ "لاالہ الا اللہ" سکھائیں۔
نبی ﷺ کے خاندان میں جب کسی بچے کی زبان کھلتی تو آپ اسے سورۃ الفرقان کی دوسری آیت سکھاتے:

اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا

خدا جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں... جس نے ہر چیز کی تخلیق کی اور پھر اس کی موزوں تقدیر مقرر فرمائی۔

3 سات اور دس سال کی عمر (Ages 7 and 10)

بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز سکھائیں اور مسجد لے جائیں۔
جب دس سال کے ہو جائیں کوتاہی کریں تو مناسب سزا دیں اور ان کے بستر الگ کر دیں (ابوداؤد)۔

4 کردار سازی (Character Building)

بچوں کو انبیاء کے قصے، صالحین کی کہانیاں اور صحابہ کرامؓ کے مجاہدانہ کارنامے سنا کر ان کی کردار سازی کریں۔
حدیث میں ہے کہ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت ہے (مشکوٰۃ)۔

والدین کا اپنی اولاد کو دیا گیا سب سے قیمتی تحفہ ان کی بہترین دینی اور اخلاقی تربیت ہے۔

اولاد کے ساتھ برتاؤ: شفقت، مساوات اور حوصلہ افزائی

شفقت اور محبت (Affection & Love)

بچوں کو ہمیشہ پیار کریں۔ ایک صحابی نے کہا "میرے دس بچے ہیں میں نے تو کبھی کسی کو پیار نہیں کیا" آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر خدا نے تمہارے دل سے رحمت و شفقت نکال دی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟"

حضرت عمرؓ نے اس گورنر کو معزول کرنے کا سوچا جو گھر میں بچوں کے ساتھ سختی سے رہتا تھا، کیونکہ جو اپنے اہل و عیال سے بے رحم ہو وہ رعایا پر کیونکر رحم کرے گا۔

مکمل مساوات اور انصاف (Absolute Equality)

تمام بچوں کے درمیان برابری کا سلوک کریں۔ بچوں میں امتیازی سلوک بغاوت اور احساسِ کمتری پیدا کرتا ہے۔

حضرت بشیرؓ نے اپنے ایک بیٹے نعمانؓ کو غلام تحفے میں دیا اور نبی ﷺ کو گواہ بنانا چاہا، تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا سب بیٹوں کو ایسا دیا ہے؟ انکار پر آپ ﷺ نے فرمایا: "خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے ساتھ مساوات اور انصاف کی روش اختیار کرو" اور یہ تحفہ واپس کروا دیا (ابو داؤد)۔

حوصلہ افزائی اور عزتِ نفس (Encouragement & Self-Esteem)

بچوں کے عیب دوسروں کے سامنے بیان نہ کریں۔ ان کی ذرا ذرا سی اچھائیوں کی کھلے دل سے تعریف کر کے ان کا حوصلہ بڑھائیں تاکہ ان میں خود اعتمادی اور ہمت پیدا ہو۔

بچوں کی بہترین نشوونما کے لیے بے پناہ محبت اور تمام بہن بھائیوں کے درمیان تحائف و برتاؤ میں مکمل انصاف شرط ہے۔

بیٹیوں کی فضیلت اور مخلصانہ دوستی کے آداب

بیٹیوں کی پرورش کا عظیم اجر (The Supreme Reward for Raising Daughters)

بیٹی کی پیدائش پر اسی طرح خوشی منائیں جیسے بیٹے کی پیدائش پر۔ بیٹی کو بوجھ سمجھنا جاہلیت ہے اور اللہ کی رحمت اور علمِ الٰہی کی توہین ہے۔

حدیث میں ہے کہ جو بچیوں پر رحم کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن اسے اپنے پروں کے سائے میں چھپالے گا (طبرانی)۔

نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی، انہیں تعلیم و تہذیب سکھائی اور ان کے ساتھ مہربانی کی، تو اللہ اس کا (ابوداؤد)۔

عورتوں کو جائیداد کی وراثت میں ان کا مقرر کردہ شرعی حصہ پوری خوش دلی سے دیں۔ اس میں حیلے بہانے کر کے ہیرا پھیری کرنا اللہ کے دین کی توہین ہے۔

دوستی کے آداب (The Etiquettes of Friendship)

زندگی کا ایک بڑا سہارا اور زینت اچھے دوست ہیں۔ حقیقی غریب وہ ہے جس کا کوئی مخلص دوست نہ ہو۔

حدیث کے مطابق: مومن سراپا الفت و محبت ہے، اور اس آدمی میں سرے سے کوئی خیر نہیں جو نہ دوسروں سے محبت کرے اور نہ دوسرے اس سے محبت کریں (مشکوٰۃ)۔

دوستوں کے لیے دل میں سچی محبت کے جذبات رکھیں اور ان کے لیے خیر خواہ رہیں۔

بیٹیاں اللہ کی وہ عظیم رحمت ہیں جن کی بہترین پرورش پر جنت واجب ہے، اور مخلص دوست دنیا میں اللہ کا انعام ہیں۔

صلہ رحمی: رشتہ داروں کے حقوق

خاندان کے محدود دائرے سے باہر، معاشرت کی اگلی سطح رشتہ داروں کی ہے۔ والدین کی طرف سے بھائی، بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کے باہمی تعلق کو اسلام نے خاص اہمیت دی ہے اور انہیں ایک دوسرے کا ہمدرد اور مددگار رُ قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں رشتہ داروں کے لیے "ذوی القربیٰ" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ان کے ساتھ نیک سلوک (صلہ رحمی) کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ احادیث میں صلہ رحمی کو بہت بڑی نیکی شمار کیا گیا ہے اور رشتہ داروں سے تعلق توڑنے (قطع رحمی) کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

تاہم، اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ رشتہ داری کے نام پر اصولولوں کی خلاف ورزی کی جائے۔ اپنے کنبے یا قبیلے کی اندھی حمایت، خاص طور پر جب وہ حق کے خلاف ہوں، اسلام کے نزدیک صریح جاہلیت ہے۔

کسی بھی شخص کا اپنے عزیزوں کے حق میں بے جا رعایت کرنا، یا ان کے ظلم وزیادتی میں ان کا ساتھ دینا، اسلامی کام نہیں بلکہ ایک شیطانی حرکت ہے۔ اسلام جس صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے وہ اپنی ذات میں حق وانصاف کی حدود کے اندر ہونی چاہیے۔

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک نیکی ہے، لیکن ان کی ناجائز حمایت قبائلی جاہلیت ہے۔

ہمسایوں کے حقوق اور اہمیت

رشتہ داروں کے بعد معاشرے میں سب سے قریبی تعلق ہمسائے کا ہے۔ قرآن نے ہمسایوں کی تین قسمیں بتائی ہیں: رشتہ دار ہمسایہ، اجنبی ہمسایہ، اور عارضی ہمسایہ (جس کے پاس بیٹھنے یا چلنے کا اتفاق ہو)۔ یہ سب ہمدردی، رفاقت، اور نیک سلوک کے مستحق ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی اتنی تاکید" مجھے خیال گزرنے لگا کہ شاید اب اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیا جائے گا۔"

وہ شخص ایمان نہیں رکھتا جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہ جائے۔

(حدیث)

وہ شخص مومن نہیں ہے، جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو۔

(حدیث)

ایک عورت جو کثرت سے نمازیں پڑھتی اور روزے رکھتی تھی لیکن اپنی بدزبانی سے پڑوسی کو تکلیف دیتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ دوزخی ہے"۔ جبکہ ایک دوسری عورت جس میں زیادہ خوبیاں نہ تھیں مگر پڑوسیوں کو تکلیف نہ دیتی تھی، فرمایا: "وہ جنتی ہے" آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر آپ اپنے بچوں کے لیے پھل لائیں تو ہمسائے کے گھر بھی بھیجیں، یا کم از کم چھلکے باہر نہ پھینکیں تاکہ ان کا دل نہ دکھے۔

اسلامی معاشرے میں ہمسایوں کی حفاظت اور ان کے ساتھ ہمدردی ایمان کا لازمی جزو ہے۔

مومنوں کی باہمی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق اور دوست ہیں۔

القرآن

اہل ایمان کا باہمی تعلق انتہائی محبت اور یگانگت کا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں سے اتنی غیر معمولی محبت فرماتے اور اس قدر التفات سے پیش آتے کہ ہر شخص یہی سمجھتا کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ اسی کو چاہتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اس قدر توجہ اور خلوص کے ساتھ مجھ سے گفتگو فرماتے کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید میں قوم میں سب سے بہتر آدمی ہوں اور آپ ﷺ کے نزدیک سب سے افضل ہوں۔

اسی گمان میں انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھ لیا: "یا رسول اللہ! میں افضل ہوں یا ابو بکرؓ؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکرؓ افضل ہیں۔" انہوں نے پھر پوچھا: "میں افضل ہوں یا عمرؓ؟" انہوں نے پھر پوچھا: "میں افضل ہوں یا عثمانؓ؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "عثمانؓ"

حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ حقیقت معلوم کی تو مجھے اپنی اس حرکت پر سخت ندامت ہوئی کہ بھلا ایسی بات پوچھنے کی مجھے کیا ضرورت تھی۔ اس واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہر صحابی کو کس قدر اہمیت اور محبت دیتے تھے۔

اہل ایمان کا باہمی رشتہ سچی محبت اور اخلاص پر مبنی ہوتا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے صحابہ سے قائم کیا۔

دوستی کا معیار: ہمیشہ نیک اور صالح لوگوں کا انتخاب

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔
(مسند احمد، مشکوٰۃ)

مومن ہی کی صحبت میں رہو اور تمہارے دستر خوان پر پرہیزگار ہی کھانا کھائے (یعنی اپنا قلبی تعلق اور اٹھنا بیٹھنا متقی افراد تک محدود رکھو)۔
(جامع ترمذی، ابوداؤد)

ہمیشہ نیک اور صالح لوگوں سے دوستی کیجئے۔ دوستی کے انتخاب میں اس بات کا ضرور لحاظ رکھیں کہ جن لوگوں سے آپ قلبی تعلق بڑھا رہے ہیں وہ دین اور اخلاق کے اعتبار سے آپ کے لیے کس حد تک مفید ہو سکتے ہیں۔ ایک مشہور مثل ہے کہ "انکبرتا اسلے ہے" اگر کسی کی اخلاقی حالت معلوم کرنا چاہو تو اس کے دوستوں کی حالت معلوم کرو۔" دوست کے دین پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ دوست کی صحبت میں بیٹھے گا تو وہی خیالات، ذوق، پسند و ناپسند اور رجحانات اس میں بھی پیدا ہوں گے۔ اس لیے انتہائی غور و فکر سے ایسا دوست چنیں جس کا ذوق و رجحان دین کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

نبی ﷺ نے اچھے اور برے دوست کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: (بخاری، مسلم)

اچھے دوست کی مثال مشک بیچنے والے کی طرح ہے، اگر کچھ فائدہ نہ بھی ہو تو خوشبو ضرور آئے گی۔

اور برے دوست کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اگر چنگاری سے کپڑے نہ بھی جلیں تو دھوئیں سے کالے ضرور ہوں گے۔

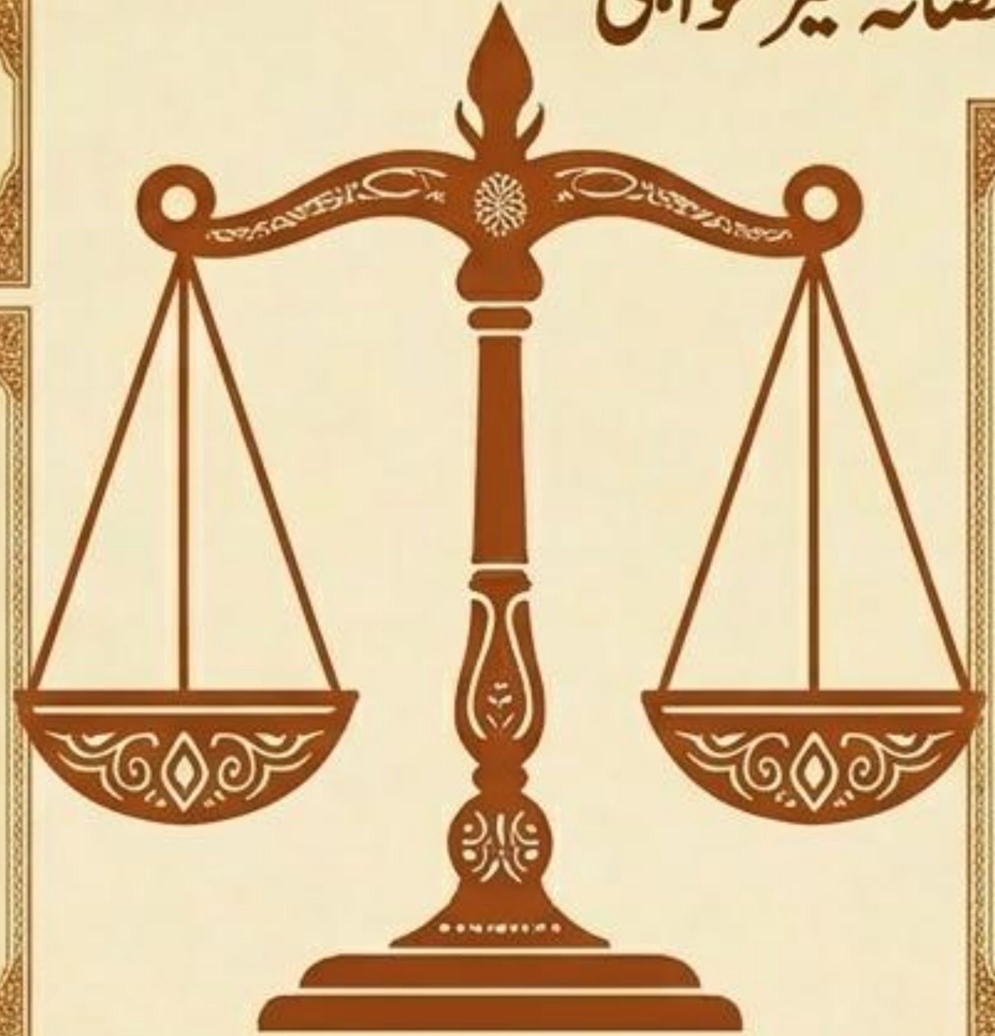
ہمیشہ ایسے متقی اور صالح افراد کو دوست بنائیں جو آپ کے دین اور اخلاق میں بہتری کا سبب بنیں۔

محبت میں میانہ روی، وفاداری اور مخلصانہ خیر خواہی

محبت کے اظہار اور تعلقات میں ہمیشہ میانہ روی اختیار کریں۔ نہ ایسی سرد مہری دکھائیں کہ آپ کی محبت مشکوک نظر آئے، اور نہ جوشِ محبت میں ایسا غلو کریں کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔

حضرت عمرؓ نے اسلم کو نصیحت فرمائی: ”تمہاری محبت جنون کی شکل نہ اختیار کرے اور تمہاری دشمنی تباہی کا باعث نہ بنے۔ محبت کرو تو بچوں کی طرح چمٹنے نہ لگو اور دشمنی کرو تو جان و مال کی بربادی کے درپے نہ ہو جاؤ۔“ (الادب المفرد)

حضرت علیؓ نے فرمایا: ”اپنے دوست سے دوستی میں نرمی اور اعتدال کا رویہ اختیار کرو، ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دشمن بن جائے، اور دشمن سے دشمنی میں بھی اعتدال رکھو، ہو سکتا ہے کسی وقت وہ تمہارا دوست بن جائے۔“



مخلصانہ خیر خواہی

دوستوں کے ساتھ سب سے بہترین خیر خواہی یہ ہے کہ آپ انہیں اخلاقی اعتبار سے اونچا اٹھائیں اور ان کی دنیا بنانے سے زیادہ ان کی آخرت بنانے کی فکر کریں۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ”دین سراسر خیر خواہی ہے۔“ اس اات ذات کی قسم جس اللہ کے قبضے میں میری جان ہے! کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو چھ حقوق ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ”وہ حاضر ہو یا غائب، اس کی خیر خواہی ہے۔ کہ ”وہ حاضر ہو یا غائب، اس کی خیر خواہی چاہے۔“

آپ نے فرمایا: ”جس نے قسم کہانے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارا، اللہ نے اس پر آگ واجب کر دی۔“
صحابہؓ نے پوچھا: اگرچہ وہ پیلو کی معمولی سی شاخ ہی کیوں نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! خواہ وہ پیلو کی معمولی شاخ ہی ہو۔“

دوستی میں غلو سے بچتے ہوئے اعتدال اپنائیں اور دوست کے لیے سچی خیر خواہی کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھیں۔

دکھ درد اور خوشیوں میں شرکت، اور خندہ پیشانی سے استقبال

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے کہ ایک حصہ دوسرے حصے کا سہارا بنتا ہے اور قوت پہنچاتا ہے۔ (اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں)۔ (بخاری، مسلم)

تم مسلمانوں کو باہم رحم دلی، محبت اور دکھ کے احساس میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے کہ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار و سدبے اور بے خوابی میں اس کا شریک رہتا ہے۔
(بخاری، مسلم)

- دوستوں کے دکھ درد میں شریک رہیں اور ان کی خوشیوں میں بھی۔ مصیبت میں ان کا سہارا بنیں اور ان کی اجتماعی تقریبات کی رونق بڑھائیں۔
- دوستوں سے ہمیشہ خندہ پیشانی، خوش دلی، نرم خوئی اور اخلاص سے ملیں۔ ملاقات کے وقت سرد مہری، لاپرواہی اور شکوے شکایتوں سے گریز کریں۔ وہ آپ سے مل کر مسرور ہوں۔
- نیکیوں میں کسی نیکی کو حقیر نہ جانو چاہے وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔ (صحیح مسلم)
- نبی ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کو دیکھ کر تمہارا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔" (ترمذی)
- آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس آدمی کی پہچان نہ بتاؤں جس پر جہنم کی آگ حرام ہے؟ یہ وہ آدمی ہے جو نرم مزاج، نرم خو، لوگوں کے قریب رہنے والا اور بردبار ہے" (ترمذی)
- جب کوئی نبی ﷺ سے بات کرتا تو آپ ﷺ پوری توجہ اور پورے جسم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کا بھائی آئے تو وہ اس کے لیے ذرا اپنے جسم کو حرکت دے کر جگہ بنائے۔" (بیہقی)

مومن کی پہچان اس کی خندہ پیشانی، نرم مزاجی اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ہر دکھ سکھ میں کامل شراکت ہے۔

اختلافات میں در گزر، صلح میں پہل اور زبان کی حفاظت

واقعہ صلح

ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی۔ حضرت ابو بکرؓ کو احساس ہوا، انہوں نے معافی مانگی مگر عمرؓ نے انکار کر دیا۔ ابو بکرؓ پریشان ہو کر نبی ﷺ کے پاس گئے۔ ادھر عمرؓ کو بھی غلطی کا احساس ہوا اور وہ بھی دربار رسالت میں پہنچ گئے۔ نبی ﷺ نے نبی ﷺ کے چہرے پر عمرؓ کے لیے غصے کے آثار دیکھ کر ابو بکرؓ گئے اور عرض کی: ،زیادتی میری ہی تھی۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم لوگ میرے ساتھی کو رنجیدہ کر کے چھوڑو؟؟ جب سب نے مجھے جھٹلایا، تو اس نے جان و مال سے میرا ساتھ دیا۔"

اگر کبھی کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو فوراً صلح صفائی کر لیں۔ ہمیشہ معافی مانگنے اور قصور کے اعتراف میں پہل کریں۔ تاخیر سے خرابی جڑ پکڑتی ہے اور دلوں میں دوری پیدا ہوتی ہے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کی نصیحت ہے: "اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر لایا ہو اور تجھے یاد آئے کہ تیرے بھائی کو تجھ سے شکایت ہے، تو اپنی نذر وہیں چھوڑ کر پہلے جا کر اپنے بھائی سے ملاپ کر۔"

نبی ﷺ نے فرمایا: "پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں، ہر شخص کو بخش دیا جاتا ہے سوائے ان دو کے جن کے دلوں میں کینہ ہو۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔"

اگر دوست معذرت کرے تو اس کا عذر قبول کیجئے۔
آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی مسلمان بھائی کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہو گا جتنا ظالمانہ ٹیکس وصول کرنے والے پر ہوتا ہے۔"

مومن کی میزان میں قیامت کے روز جو سب سے زیادہ وزنی چیز رکھی جائے گی وہ اس کا حسن اخلاق ہو گا، خدا کو وہ شخص سخت ناپسند ہے جو بد کلامی کرتا اور فحش بکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "خدا کی نظر میں بد ترین آدمی وہ ہے جس کی بد زبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔"

صلح میں پہل کرنا، معذرت قبول کرنا اور زبان کو بد کلامی سے محفوظ رکھنا بلند ترین درجات کا سبب ہے۔

مزاج کے اختلاف اور مزاج کے اختلاف میں رواداری

- ہر فرد کا مخصوص ذوق، رجحان اور طبیعت ہوتی ہے۔ اپنی ذات میں ایسی ہمہ جہتی اور وسعت پیدا کریں کہ ہر دوست آپ کے پاس سکون محسوس کرے۔ دوستوں کو زبردستی اپنی طبیعت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش نہ کریں۔
- نبی ﷺ کی مبارک مجلس میں حلم و شفقت والے ابو بکرؓ، جلال والے عمرؓ، حیا والے عثمانؓ، جنگجو علیؓ، گوشہ نشین ابوذرؓ، شاعر حسانؓ، اور مالدار عبدالرحمٰن بن عوفؓ سب موجود تھے۔ یہ آپ ﷺ کے وسیع اخلاق اور حکیمانہ رواداری کا کمال تھا کہ سب آپس میں سیسہ پلائی دیوار تھے۔
- آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نماز پڑھانے کھڑا ہوتا ہوں اور لمبی نماز کا ارادہ ہوتا ہے، بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر کر دیتا ہوں تاکہ اس کی ماں کو زحمت نہ ہو۔" (بخاری)
- معاویہ بن الحکم السلمیؓ نے نماز کے دوران چھینکنے پر "یرحمک اللہ" کہہ دیا۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے نہ انہیں ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، بلکہ انتہائی شفقت سے سمجھایا کہ نماز میں عام کلام جائز نہیں ہے۔ (مسلم)

رازوں کی حفاظت

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ بیٹی حفصہؓ کے بیوہ ہونے پر میں نے عثمانؓ کو نکاح کی پیشکش کی تو انہوں نے خاموشی اختیار کی، پھر ابو بکرؓ سے ذکر کیا تو وہ خاموش رہے۔ بعد میں حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ پھر ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا: "نبی ﷺ نے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا اور میں ان کا راز ظاہر نہیں کر سکتا تھا، اگر وہ ارادہ نہ فرماتے تو میں ضرور قبول کر لیتا۔" (بخاری)

حضرت انسؓ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ نبی ﷺ آئے اور انسؓ کو کسی کام سے بھیجا جس میں انہیں دیر ہو گئی۔ والدہ نے وجہ پوچھی تو انسؓ نے کہا: "یہ رسول اللہ ﷺ کا راز ہے۔"
والدہ نے نصیحت کی کہ نبی ﷺ کا راز کبھی افشا نہ کرنا، اور انہوں نے واقعی ساری عمر اس راز کی حفاظت کی۔ (مسلم)

دوستوں کے رازوں کا امین بننا اور ان کی مختلف طبیعتوں کو حکمت اور وسعتِ قلب سے برداشت کرنا عظیم رفاقت ہے۔

اسلامی معاشرت کے بنیادی اصول (حصہ اول)

ان قریبی رابطوں کے بعد ایک وسیع دائرہ سامنے آتا ہے جو پورے معاشرے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس دائرے میں اسلام ہماری اجتماعی زندگی کو جن بڑے اصولوں پر قائم کرتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرو اور بدی اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔
(المائدہ: ۲)

تمہاری دوستی اور دشمنی خدا کی خاطر ہونی چاہیے، جو کچھ دو اس لیے دو کہ خدا اس کا دینا پسند کرتا ہے اور جو کچھ روکو اس لیے روکو کہ خدا کو اس کا دینا پسند نہیں ہے۔
(حدیث)

تم وہ بہترین امت ہو جسے دنیا والوں کی بھلائی کے لیے اُٹھایا گیا ہے۔ تمہارا کام نیکی کا حکم دینا اور بدی کو روکنا ہے۔
(آل عمران: ۱۱۰)

مسلمانوں کی باہمی دوستی، دشمنی اور تعاون صرف اللہ اور نیکی کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔

اسلامی معاشرت کے بنیادی اصول (حصہ دوم)

اسلامی معاشرت کے مزید اہم اصول، جو باہمی تعلقات کی پاکیزگی اور انصاف کو یقینی بناتے ہیں:

آپس میں بدگمانی نہ کرو، ایک دوسرے کے معاملات کا تجسس نہ کرو، ایک کے خلاف دوسرے کو نہ اکسائو، آپس کے حسد اور بغض سے بچو، ایک دوسرے کی کاٹ میں نہ پڑو، اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو۔ (حدیث)

کسی کو ظالم جانتے ہوئے اس کا ساتھ نہ دو۔ (حدیث)

غیر حق میں اپنی قوم کی حمایت کرنا ایسا ہے جیسے تمہارا اونٹ کنوئیں میں گرنے لگا تو تم بھی اس کی دم پکڑ کر اس کے ساتھ جا گرے۔ (حدیث) (حدیث)

دوسروں کے لیے وہی کچھ پسند کرو جو تم خود اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ (حدیث)

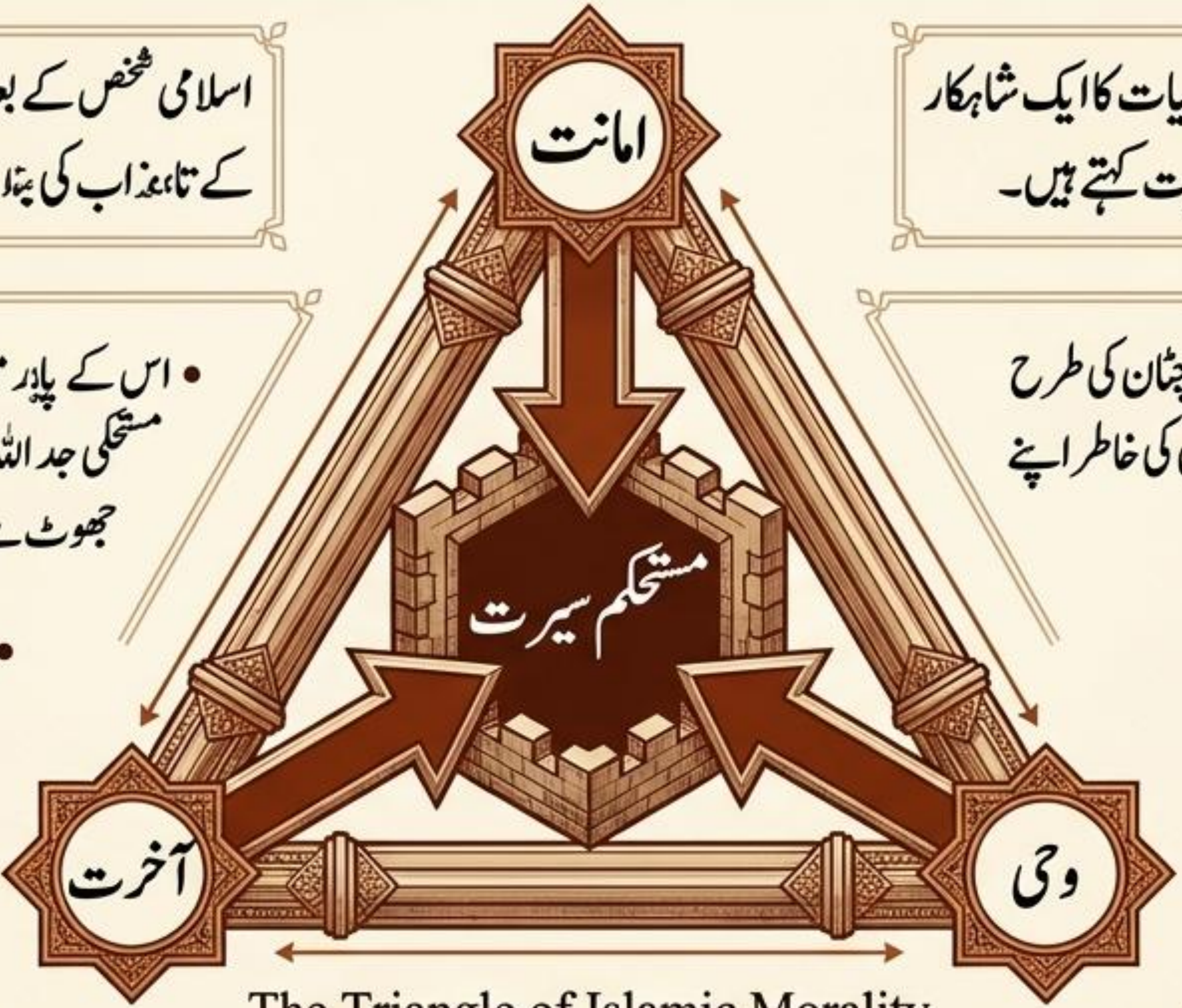
اسلامی معاشرے میں حسد، بغض، اور قومی عصبیت کی کوئی گنجائش نہیں، سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہیں۔

اسلامی سیرت کا ناقابل تسخیر استحکام

اسلامی شخص کے بعد ملے سیرت ملائی مور پتب آبے شکلوں کے تا، عذاب کی بتاے کا نہیاں، حاکا ہو کہتے ہیں۔

ان تینوں عناصر کے ملنے سے انسانی نفسیات کا ایک شاہکار وجود میں آتا ہے جسے مستحکم اسلامی سیرت کہتے ہیں۔

- اس کے پادر مضوں کی نے ملنے۔ اس گگہ ملند کی نقصان بھی مستحکی جد اللہ ریھٹی پراوبں پر کن اکھ دفہ ہی اخلاقی اپنے جھوٹ ہے۔ بے خواہ اس تلب کے بل ہو گی کرتا ہے۔
- ایسے شخص کو نہ دنیا کی کوئی دولت خرید سکتی ہے، نہ کوئی طاقت ڈرا سکتی ہے، اور نہ ہی حالات اسے اپنے اخلاقی موقف سے ہٹا سکتے ہیں۔ وہ صرف خدا کی عدالت پر بھروسہ کرتا ہے۔



The Triangle of Islamic Morality

- اس اخلاقی نظام سے لیس شخص کی سیرت چٹان کی طرح مضبوط ہو جاتی ہے۔ وہ دنیاوی نفع و نقصان کی خاطر اپنے اصول نہیں بدلتا۔
- اس کے نزدیک سچائی بہر حال سچائی ہے، خواہ اس کی وجہ سے اسے بھاری نقصان اٹھانا پڑے، اور جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے، خواہ اس سے کوئی بڑا فائدہ حاصل ہو رہا ہو۔

اسلامی اخلاقیات ایسا کردار تعمیر کرتی ہیں جو دنیاوی نفع و نقصان کی پرواہ کیے بغیر حق پر قائم رہتا ہے۔

حقیقی خلافت اور انسانیت کی فلاح

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام ہی وہ واحد اخلاقی معقول اور جامع ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔

نظام ہے جو دنیا میں سب سے بلند،



- یہ نظام ہر قسم کے تنگ نظری، نسلی، قومی اور مادی تعصبات سے یکسر پاک ہے۔
- اس نظام کے تحت تربیت پانے والے افراد مادی اور روحانی دونوں میدانوں میں توازن قائم کرتے ہیں۔
- صرف ایسے ہی پاکیزہ اور مستحکم سیرت والے افراد اس زمین پر حقیقی "خلافت" کی ذمہ داریاں اٹھانے کے اہل ہیں۔

- صرف ایسے مسمطہ اور متقوبیت "افرات والے اس زمین پر حقیقی خلافت" کی ذمہ داریاں اٹھانے ہیں۔
- جب ایسے افراد کی قیادت قائم ہوتی ہے، تو وہ دنیا سے ظلم اور منافقت کا وہ طوفان ختم کر دیتے ہیں جس کا ذکر ابتدا میں ہوا، اور ایک خالص، پرامن اور عادلانہ عالمی تہذیب کی بنیاد رکھتے ہیں۔

صرف رضائے الٰہی پر مبنی نظام ہی انسانیت کو تباہی سے نکال کر ایک پاکیزہ تہذیب کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔